ا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
۷۸۶ ۲۹۲
یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ

کلماتِ کمالیہ

مصنفہ

حضرت شاہ سید کمال الدین المعروف شاہ کمال قدس اللہ سرہ

مترجمہ

حضرت الحاج مولانا صحوی شاہ علیہ الرحمۃ

ترتیب وتبویب

مولانا غوثوی شاہ

خلف وجانشین حضرت مولانا صحوی شاہ رح

اشاعتِ اول

۵ر جنوری ۱۹۹۱ء

۲۵

قیمت پچیس روپے

تعارفِ کتاب

کلماتِ کمالیہ۔ کے نام سے یہ کتاب فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل پر حاوی نہایت ہی جامع ومبسوط اور شاہکار تصنیف ہے۔ پیرومرشد حضرت صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے اپنے ایک "رسالہ" "رسالہ النور" ۱۹۵۴ء میں قسط واری اردو ترجمہ پیش کیا تھا۔ اِس کتاب کے ترجمہ میں حضرت قبلہؒ کے ساتھ حضرتؒ کے پیر بھائی مولانا سید قاسم شاہؒ بلہاری کا تعاون حاصل رہا۔ اور اِس کتاب کی اشاعت کا حق حضرت قبلہ پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے "خرمنِ کمال" کی اشاعت کے موقعہ پر نبیرہ گانِ حضرت شاہ کمالؒ سے جو کہ میسور (کرناٹک) کے رہنے والے ہیں حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے ایک تصویر بھی حضرت قبلہؒ کو عنایت کی تھی جو کے "خرمن کمال" کے صفحہ (۱ تا ۲۱۱) درج ہے۔ اہم اقتباس پیش ہے۔

*

مولانا صحوی شاہ صاحب ابن حضرت پیر غوثی شاہؒ کا وجود سرزمینِ دکن کے لئے باعثِ فیضان ہے۔ موصوف نے مخزن العرفان

کا اہم انتخاب موسومہ "خرمنِ کمال" شائع کر کے گویا دریائے عرفان کو کوزہ میں سمو دیا ہے اُن کی یہ خدمت نہ صرف وابستگان سلسلۂ کمالیہ بلکہ شائقین تصوف کے لئے ایک نعمت بے بہا ہے جو بزرگانِ سلف اور بالخصوص حضرت شاہ کمال رح کی روح پر فتوح کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ہم خود بھی اِس تعلق سے بہت مسرور ہیں۔ فقط

نبیرگان حضرت شاہ کمال رح آستانہ حضرت مقبل رح کے صاحبزادہ حضرت اجمل مدظلہ اور ان کے برادر زادہ حقیقی و خلیفہ مجاز حضرت واصل دام اقبالہم کی طرف سے ہے۔

الحاصل

اِس کتاب کی جلوہ ریزی کے انتظار میں کئی اہلِ دل روشن ضمیر چشم براہ تھے بالآخرہ حضرت مولانا غوثوی شاہ کی نگرانی میں منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہو گئی۔ یقیناً طالبانِ توحید و دل دادگانِ تصوف کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ خدا کرے کہ مولانا موصوف مدظلہ کی نگرانی میں ایسی ہزار کتابیں جلوہ ریز ہوتی رہیں۔

واضح باد کہ کلماتِ کاملیہ کے جو تین حصے کئے گئے

ہیں۔ چونکہ کتاب ضخیم ہے اس لئے پیش نظر کتاب کو حصہ اول قرار دیا گیا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حصہ دوم، حصہ سوم بہت جلد زیر اشاعت ہے۔ پیش نظر کتاب میں ابتداء فارسی اور اردو ترجمہ کو یکساں پیش کیا گیا ہے۔ کلمۂ اول سے فارسی کے اشعار کو محدود کر کے اُردو ترجمہ کو زیادہ پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ فارسی اور اُردو کے ساتھ ....

انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب ہر پڑھنے والے کے لئے تازگیِ ایمان کا باعث بنے گی۔

فقط

معتمد سلسلۂ صحویہ غوثیہ، کمالیہ

شاہ ایس ایم کریم محی الدین قادری چشتی

(تذکرہ حضرت مصنف)

کمالِ کلماتِ کمالیہ

حضرت شاہ سید کمال الدین بادشاہ بخاری (ثانی) جنوبی ہند کے مایۂ ناز مشائخین سے تھے۔ جن کا سلسلۂ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت جلال الدین میر سرخ بخاری کے پوتے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے جا ملتا ہے۔ یہ بخاری خاندان، ملتان اوچھ ہوتا ہوا گلبرگہ پہونچا۔ جہاں حضرت ممدوح کے دادا سید کمال الدین بخاری (اوّل) کے پر دادا حضرت جلال الدین بخاری سے جو گلبرگہ تشریف لا چکے تھے حضرت خواجہ بندہ نواز کے بڑے صاحبزادہ محمد اکبر کے چھوٹے پوتے شاہ حسن کی صاحبزادی خونزہ بی بی سے عقد نکاح ہوا۔ اور ان کے صاحبزادہ حضرت کمال الدین بخاری (اوّل) نے گلبرگہ سے بیجاپور، کرنول اور کڑپہ ہوتے ہوئے راجچوٹی میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت سید نور اللہ بادشاہ بخاری منجھلے اور حضرت سید محمد حسینی شاہ میر بخاری (اوّل) بڑے بھائی تھے۔ جو آپ کے شیخ طریقت بھی ہیں جن کو اپنے والد حضرت سید جمال الدین بخاری (اوّل) سے اور ان کو اپنے والد حضرت سید کمال الدین (اوّل) بیعت و خلافت تھی۔ آپ کو علوم

ظاہری اور باطنی کی تکمیل کے ساتھ مختلف زبان و ادب میں بھی مہارت تھی۔ شاعری سے فطری ذوق تھا۔ کمال اور کمالی تخلص فرماتے تھے گویا فیضانِ رحمان نے اپنا شاگرد بنالیا تھا۔ تب ہی تو مضامین کا سلسلہ لامتناہی تھا کہ آپ کے قلم فیض رقم سے نغمۂ نور کے منظوم ومترنم دریا کے روپ میں موجزن تھا۔ آپ نے شعر کے پردے میں بہت سے رموز وغوامض کو کھلے دل سے کھلے لفظوں میں قلم بند فرمایا۔ آپ اردو کے قدیم دکھنی شاعروں میں خصوصی امتیاز اور تاریخی شخصیت کے حامل ہیں۔ مشہور شعرا میں سراج دکھنی اور عبدالولی عزلت آپ کے معاصرین سے تھے۔ ہمعصر مشائخین میں حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ اور قطب ویلور حضرت شاہ عبداللطیف (ثانی) قادری جیسے افراد کو آپ سے بے حد خلوص اور عقیدت مندانہ لگاؤ تھا۔

والیٔ میسور نواب حیدرعلی مرحوم، ٹیپو سلطان شہید اور اکثر امرائے سلطنت و اعیانِ شہر آپ کے معتقدین و مریدین سے تھے نواب معین الدین خاں جو ٹیپو کی بساطِ سیاست کا اہم مہرہ تھا۔ اصل میں یہہ بھی خفیہ سازشی گروہ کا رکن ہی تھا۔ تاریخ میں اسے غدار بتایا گیا ہے۔ یہہ بھی اپنی خوش قسمتی سے حضرت کا کفش بردار تھا۔ جس کی جو فروش گندم نما وفاداری کا علم جب حضرت کو سلطان ٹیپو کے مقتول ہونے کے بعد ہوا تو آپ نے نہ صرف اس پر خفگی کا اظہار

فرمایا بلکہ آخر وقت تک اس کا منھ بھی نہیں دیکھا۔ آپ کے خلفاء میں حضرت سید علاء الدینؒ اور زبان کی قدیم (مشہور منظوم کتاب "مصباح الحیات") کے مصنف حضرت میر حیاتؒ اور آپ کے صاحبزادہ سید یوسف علی شاہ اکملؒ کے نام مشہور ہیں اولی الذکر سے ان کے فرزند حضرت سید برہان الدین شاہ حقانیؒ جو حضرت شاہ کمالؒ کے داماد بھی تھے۔ اُن سے حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہؒ کو اور ان سے حضرت کمال اللہ شاہ المعروف مچھلی والے شاہؒ تک سینہ بہ سینہ انتقال فیضان ہوتا رہا پھر ان کے جانشین کی حیثیت سے حضرت پیر غوثی شاہؒ کے ذریعہ سارے ہندوپاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں توحید حقیقی اور تصوف قرآنی کا شہرہ عام ہوا۔

تصانیف میں حضرت کی بہت سی فارسی اور اردو کتابیں یادگار ہیں جو نظم و نثر میں ترجمہ تالیف اور مختلف فنون پر مشتمل ہیں ان میں سے اکثر چھپ بھی چکی ہیں۔ تصوف میں پیش نظر کتاب کلماتِ کمالیہ غیر مطبوعہ فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل پر حاوی نہایت ہی جامع و مبسوط اور شاہکار تصنیف ہے۔

دیوانِ کمالؔ فارسی غیر مطبوعہ کلام ہے۔ "مخزن العرفان"
کے آخری صفحات میں فارسی کے چند متفرق ابیات صنفِ شاعری
کے نمونہ کے طور پہ درج ہیں۔ اور ساتھ ہی تین فارسی غزلیں بھی
چھپی ہیں۔ جن میں ایک حضرت امیر خسروؒ کی مشہور غزل کے تتبع
میں ہے۔ اور وہی یہاں بطور نمونہ کلام درج ہے۔ بہت ہی مرصع ہے

سیہ زلفت بود اژدر چہ اژدر اژدرِ موسیٰ
لبِ لعل ترا معجز چہ معجز معجزِ عیسیٰ

رخت از رحمت است آیت چہ آیت آیتِ مصحف
چہ مصحف مصحفِ صنعت چہ صنعت صنعتِ مولیٰ

زہے چشم و زہے غمزہ چہ غمزہ غمزۂ فتنہ
چہ فتنہ فتنۂ مردم چہ مردم مردمِ دانا

خرامان قدِ تو دو صد چہ دو صد دو صد طوبیٰ
چہ طوبیٰ طوبیِ جنت چہ جنت جنت الماویٰ

توئی ساقی بدہ ساغر چہ ساغر ساغرِ قرقف
چہ قرقف قرقفِ مستی چہ مستی مستیِ البقا

توئی حق را اتم مظہر چہ مظہر مظہرِ رحمت
چہ رحمت رحمتِ مستی چہ مستی مستیِ اشیاء

نبی بودی نہ بود آدم چہ آدم آدمِ خاکی
چہ خاکی خاکیِ عالم چہ عالم عالمِ اسما

تو ہستی از ہمہ اوّل چہ اوّل اوّلِ آخر
چہ آخر آخر باطن چہ باطن باطنِ پیدا

زہے قرآں ترا حجت چہ حجت حجتِ دعوے
چہ دعویٰ دعوائے قضیہ چہ قضیہ قضیۂ اسریٰ

درودش بر تو باد افضل چہ افضل افضلِ اکمل
چہ اکمل اکملِ اعظم چہ اعظم اعظمِ اعلیٰ

کمالی طالبِ مطلب چہ مطلب مطلبِ رویت
چہ رویت رویتِ طلعت چہ طلعت طلعتِ زیبا

معارف اور حقایق کے مضامین میں بطرز سوال وجواب "حسن السوال حسن الجواب" لایق استفاضہ کتاب ہے۔ اردو زبان میں منظوم ہے جس کی اشاعت بھی ادارہ النور کے زیرِ غور ہے

حضرت کا مسلک توحید وجودی تھا۔ وحدۃ الوجود اور عینیت وغیریت کے نازک مسائل میں حضرت کو حد درجہ انہماک رہتا جو ہمیشہ آپ کی تقریر وتحریر کا جزو لاینفک تھا۔ ذیل کے چند اشعار ہمارے اس دعوے پر شاہد ہیں ؎

صوفیہ کا یاد رکھ قاعدۂ کلّیہ
خلق نہ ہو جائے حق عبد نہ ہو جائے ربّ
گر تو حقیقی دوئی عالم وحق میں ثبوت
ورنہ حقایق کے بیچ لاف نہ کر موندلب

وحدت مطلق میں لیک جان سمجھ بوجھ دیکھ
عالم واللہ ہے سب سو وہی، وہ سو سب

معرفت کی ہوا میں اڑنے کو
عینیت غیریت دو پر ہوتا

عینیت میں مست ہوں اور غیریت میں ہوشیار
دم بہ دم یہہ بے خودی وہ ہوشیاری بس مجھے

بے عینیت عقائد شرک خفی ہے لیکن
بے غیریت حقائق کفر صریح دیا وہ

ہے وحدۃ الوجود کے ہر چند اعتبار
خالق علاحدہ نہ خلائق علیحدہ

خدا موجود تھا اوّل نہ تھا غیر
وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

عبد رب ہے سو کچھ عجب ہے رے
ایک سب ہے سو کچھ عجب ہے رے
نیں عجب غیر ہم احد احمد
رب عرب ہے سو کچھ عجب ہے رے

یک اوّل و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
کر تو یہ کمالی تو دو چار کی مستی ہے
کہنہ غیریت میں دیکھو کس طرح
آملی ہے طرفہ عینیت لو می

یک جاننا حقیقت اللہ و عبد کو
الحاد و کفر و زندقہ ز دّث جو دہے
ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا
ان کی کرے عقیدہ جامی مصدقی

اشیا کی عین میں ہے خدائی ذو اتہا
فرمائے شیخ اکبر صوفی متقی

حضرت شیخ اکبرؒ اور دیگر صوفیائے متقدمین سے بھی آپ کو عقیدت

تھی ۔جیسا کہ اوپر کے دو شعروں سے ظاہر ہے، چونکہ طریقت میں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل کی کڑیاں بھی آپ سے آملی ہیں ۔اسی لئے آپ کو ہر سلسلہ کے اشغال و سلوک اور اس کی جملہ اصطلاحات پر علماً عملاً عبور تھا۔ مزاج میں استغنا و توکل کے جوہر نمایاں تھے ۔ باوجودیکہ شاہوں کے شاہ تھے مگر ظاہر بھی فقیرانہ و درویشانہ بانکپن کی تصویر تھا کہ جس کے گوشۂ ابرو اور نیم وانگاہوں کے سامنے شاہانہ غرور و جلال بھی خمیدہ اور نیچی نگاہ کئے ہوئے تھا۔ سکر و صحو اور جذب و سلوک کی کیفیت آپ پر یکساں طاری رہتی اور آپ کو جہاں استغراق پر یافت رہتا وہیں اشتیاق بہ شہود بھی آپ کا رنگ طبیعت تھا۔ آخر اسی وجد و سرور خودی اور لطیف بے خودی کے عالم میں آپ وہاں پہونچ گئے ۔جیسے حضرت مولانا روم نے "نہایات وصال" کہا ہے ؎

من شدم عریاں زتن او از خیال
می خرامم تا نہایات وصال

سن ۱۱ صفر بارہ سو چھبیس ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ گرملنڈہ ضلع چتور آندھرا میں جہاں آپ کے جد امجد کا مزار ہے وہیں پائیں میں اب آپ کا جسد خاکی بھی استراحت فرما ہے ؎

اے صبا اے پیک دور افتادگاں ۔ اشک ما بر خاک پاک او رساں

"ماخذ از خرمن کمال"

بیان اپنا

مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت صحوی شاہ اعلی اللہ مقامہ کی اتباع میں ان کی دیرینہ خواہش کو (بصورت کتاب ہذا) پوری کی ہے

یہ صدقہ ہے رسول پاک کا یا انکی عنایت ہے
ہجوم برق میں بھی آشیاں میرا سلامت ہے

حضرت شاہ کمال قدس اللہ سرہ کی روح پر فتوح کو خداوند کلیم اپنی طرف سے ہماری جانب سے بہترین جزاء عطا کرے۔ یقیناً ان کی تعلیمات کے صدقے میں آج ان ہی کی زبانی یہ مقام کچھ تو حاصل ہو ہی گیا ہے کہ

بار در بارگاہ ہے ہم کو	قرب تا تخت شاہ ہے ہم کو
میں ہے موقوف وعدۂ فردا	آج عید الٰہ ہے ہم کو

فقط

الفقیر الی اللہ
غوثوی شاہ

"بیت النور"
چنچل گوڑہ حیدرآباد
۵/ جنوری ۱۹۹۱ء

صفحۂ تبرک

جس طرح "مخزن العرفان" اور "خرمنِ کمال" کے آغاز میں حضرت شاہ کمال رح کے بڑے بھائی جو آپ کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ کا کلام بطور تبرک پیش کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی کچھ اشعار تبرکاً پیش کئے جارہے ہیں۔ اللہ روح حضرت شاہ کمال رح اپنے شیخ رح کے کلام کے اندراج سے اس کوشش کو قبولیت کا شرف بخشے۔ (ادارہ)

مسائل اصطلاحی

ذات کو شئے کے تیں ہے انقلاب — اور صفت کو انفکاک و انسلاب

چونکہ آب آتش نہ ہوئے عکس تیز — سلب نہ ہووے عرق آتش غرق آب

نہ ہوئے صرفِ عدم محض وجود — حال بیداری نہ ہووے حالِ خواب

نہ مبدل ذات نامتغیر صفات — یہ عقائد سنت و راہِ صواب

کیا فنا اور کیا بقا موت و حیات — یا دِ غفلت انکشاف احتجاب

عینیت اور غیریت وصل و فراق — ذوق و وجدان و نقش ریب و نقاب

نفی و اثبات اور قرب و حضور — بیخودی و باخودی کشف و حجاب

یہ مسائلِ اصطلاحی ہیں سمجھ — یک بہ یک واللہ اعلم بالصواب

کر تلاوت رات دن اپنا وجود

یا تدبر میر در ہر فصل و باب

ماخذ از:۔ تذکرہ میری اولیا رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِمَن کَانَ مخفیاً عند فی غیب ھُویتہٖ و حضرت احدیتہ المسمٰی بوجود و عدم الحد مر قصار عالمایذانا اجمالاً ۔ الخ

جز سایۂ مہر تو جہاں چیست
تیرے سوا آفتاب کے سایہ کے سوا یہہ جہاں کیا ہے

جز پرتو ذات ایں و آں چیست
تیرے نور کے پرتو کے سوا یہ اور وہ کیا ہے

جز عکس جمال تو نمایاں
تیرے جمال کے عکس کے سوا جو دکھائی دیرہا ہے

زرئینہ حسن دلبراں چیست
حسن دلبراں کے آئینہ سے اور کیا ہے

جز صورت تو بگوئے معنی
تیرے صورت کے سوا کو بچہ معنوی میں دل کو

دل را ببرد کشاں کشاں چیست
کھنیچ کھنیچ کر لیجارہا ہے اور کیا ہے

در پردہ چرا نمائی ام روئے
پردہ میں کس لئے دکھا رہا ہے اپنی صورت ہم کو

بے پردہ شد از من نہاں چیست
بے پردہ ہوتا ہے ہمرے سے پھر نہاں کیا ہے

گوئی کہ مراد تو ز دیدن — خود را بلباس دیگراں چیست

گویا تیرا مقصد دیکھنے سے ہے — یا اپنے کو دوسروں کے لباس میں دکھایا کیا ہے

ذات بہ صفات خویش موجود — ذات دیگر و صفات آں چیست

تیری ذات اپنے صفات سے موجود ہے — دوسرے کی ذات اور اس کی صفات کیا ہے

خود ہستی و بودی و باشی — غیر تو قدیم جاوداں چیست

خود ہے اور تھا اور رہے — تیرے سوا قدیم ہمیشہ رہنے والا کیا ہے

جز تو کہ مقید و کہ مطلق — اول آخر نہاں عیاں چیست

سوا تیرے کیا مقید اور کون مطلق — اول۔ آخر۔ باطن۔ ظاہر کیا ہے

موجود کہ بے محبت تو — بے قرب تو کون و کن فکاں چیست

تیری محبت کے بغیر موجود کون ہے — تیرے قرب کے بغیر یہ عالم کون و مکان کیا ہے

ایں نیستیٔ حقیقی ما — جز آئینہ وجود تاں چیست

ہماری یہہ حقیقی نیستی — آپ کے وجود کے آئینہ کے سوا کیا ہے

اسماء و صفات را ظلالت — اسماء و صفات ہمگاں چیست

اسماء و صفات کے لئے جو تیرے سائے ہیں — تمام کے اسماء و صفات (بجز اس کے) کیا ہیں

تنزیہہ وجود را مرآئیت — ایں عالم و عقل و نفس و جاں چیست

وجود کی تنزیہہ کے لئے آئینے ہیں — یہ عالم اور عقل اور نفس و جاں (غیر اسکے) کیا ہیں

زجان و صفات را تجلیست — ایں مرتبہ دل و جاں چیست

صفات کے اجمال کے لئے یہہ تجلی گاہ ہیں — یہہ مراتب دل اور جان کے اور کیا ہیں

تفصیل صفات را مظاہر — ایں جملہ زمین آسماں چیست

صفات کی تفصیل کیلئے یہ سب مظاہر ہیں — یہ زمین و آسمان جملہ (بجز اسکے) اور کیا ہیں

بیگانہ کہ اند با تو اعیان — ذات و صفت اسم و فعل شان چیـ
اگر اعیان تیرے بیگانہ ہیں (غیر) — یہ ذات و صفات و فعل و اسم ان کے کیا
تو یگانہ اند بالکل — بعثت رسل و پیغمبران چیـ
اور اگر تیرے یگانہ (ہیں) بالکل یگانہ ہیں — رسول اور پیغمبروں کی بعثت (وجہ)
این سو اشتراک و زان سو اتحاد — توحید بجز رہ عیان چیست
اسطرف اشتراک اور اسکی جانب سے اتحاد — توحید درمیانی راستے کے سوا کیا
در معرفت کہ شد مراد است — بالاتر ازین دیگر بیان چیست
تیری معرفت میں جو حاصل مراد ہے — اس سے بڑھکر دوسرا بیان کیا
از ہستی تو کمال حاصل — دانی بہ یقین کہ جز گمان چیست
تیری ہستی سے کمال حاصل ہے — جانے تو یقین کے ساتھ بغیر گمان کے (ہستی) اس

فی المناجات حضرت قاضی الحاجات

مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں

دوئی رہانم ای دوست — بر اوج یکی رسانم ای دو
دوئی کے قید سے رہا کر مجھے ای دوست (اے باری تعالیٰ) — یکتائی یعنی توحید کی بلندی پر پہنچا دے مجھ کو
بہ صحت وحدت مقید — از شرک خفی بجانم ای دوست
وحدت مقید کے صحیح طریقہ سے — شرک خفی سے جو میری جان میں ہے
از وحدت مطلقہ بدل کن — با علم و یقین گمانم ای دو
وحدت مطلقہ سے بدل دے — علم و یقین کے ساتھ میرے گمان کو اے د

در ذات وصفات واسم فعلت
چیزے نہ شریک مانم اے دوست

تیری ذات وصفات اسم و فعل میں
کوئی چیز میری شریک نہ رہے اے دوست

تو ہستی محض و محض ہستی
کا بخانہ رسد بیانم اے دوست

تو ہستی محض یا درمحض یعنی خالص ہستی
اس مقام پہ نہ پہونچے میرا بیان اے دوست

بل کنہ عدم ثنائیت
گو کیم زموحدانم اے دوست

بلکہ عدم کا عدم جس کی تعریف ہے
ہوں میں موحدوں سے (حاصل کرکے) اے دوست

جائے کہ نیافتی تو خود را
حاشاء کہ منت بدانم اے دوست

ایسی جگہ تو نہیں پایا تو اپنے آپ کو
تیری پناہ کہ میں تجھکو جانوں (نہ جانوں) اے دوست

و آن یافتہ کہ یافتنی
کئی یافتنش توانم اے دوست

وہ پایا تو جو پایا تیرے لئے سزاوار ہے
کب اسکو میں پاسکوں اے دوست

پس آنچہ توئی تراست لائق
دانستن خود کہ آنم اے دوست

پس جو کچھ تو ہے وہ تیرے لئے ہی لائق ہے
اپنے کو آپ جان لیوے کہ میں وہ ہوں اے دوست

ذات بہ ہما صفات خود را
دانست کہ من چنانم اے دوست

تیری ذات تمام صفات کے ساتھ اپنے آپ کو
جان لیا کہ میں ایسی ذات ہوں اے دوست

درضمن شناخت خودم نیز
دریافت کہ من فلانم اے دوست

تیری شناخت کے تحت مجھکو بھی
معلوم کرلیا کہ میں فلاں ہوں اے دوست

در صورت عین من نمودی
خود را کردی عیانم اے دوست

میری صورت عین سے دکھایا تونے
اپنے آپکو عیاں کیا مجھکو اے دوست

قطع نظر از معیت تو
در کنج عدم نہانم اے دوست

تیری معیت سے قطع نظر
عدم کے پردہ میں چھپا ہوں اے دوست

مطلق نہ بود چوں بے مقید
من زاں تو ام و تو زانم اے دوست

بغیر مقید کے مطلق نہ ہوئے
میں تیرے ظہور و اندر نہ ہوں اور تو میرے ظہور اندر نہ ہوئے اے دوست

بے جعل بغیب در شہادت
از عالم کن فکانم اے دوست

بغیر نبادث کے عالم غیب و شہادت میں
عالم موجودات سے ہوں میں اے دوست

بالذات توئی نشانی اما
ظاہر شدی از نشانم اے دوست

بالذات تو بے نشان ہے لیکن
ظاہر ہوا ہے میرے نشان سے اے دوست

دانستمن تو بہ من عجب نیست
ہر چند بہ تو نمانم اے دوست

تو میرے مشابہ ہونا کوئی عجب نہیں ہے
اگرچہ کہ میں تجھ جیسا نہیں ہوں اے دوست

بالذات اگرچہ بجز وجودم
قائم بوجود تانم اے دوست

اگرچہ بالذات بجز وجود کے ہوں
آپکے وجود سے قائم ہوں میں اے دوست

مستم جو بحد ذات خود نسبت
خود را زچہ ہست خوانم اے دوست

جبکہ اپنی ذات کی حد سے نسبت ہوں
اپنے آپکو کس بنا پر ہست کہوں میں اے دوست

قدس ما قدم و وجوب صفت
امکان و حدوث شانم اے دوست

قدس قدم اور واجب تیرا وصف ہے
ممکن اور حادث میری شان ہے اے دوست

پیوستہ بہ نقش خویش فانی
باقی بہ تو جاودانم اے دوست

ہمیشہ اپنی ذات سے فانی
تجھ سے یعنی تیری ذات سے باقی جاوداں ہوں اے دوست

شہ میر مذکر شد ز عشاق
وز فکر ز عارفانم اے دوست

شہ میر ذکر و شغل سے عاشق بنا
و فکر سے میں عارفوں سے ہوں اے دوست

رمزے ز کمال صحبت تو
گفتم چو شدی زبانم اے دوست

تیری صفت کے کمال سے رمز کو
بیان کی ہے جبکہ تو نے میری زبان بنا اے دوست

نعت

فی النعت والصلوٰۃ علیٰ سید کائنات

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور درود میں

امابعد

حمد المظفر الاجل الاکبر الاعظم تصلی و
علی المظہر الاکمل الاتم والمخلوق المطلق
الاکرم الذی ھو اول ما جاء من العلو الی
الحسین وافضل من لہ الفضل فی الکونین
من بنی آدم مست اعلام نورہ الذ ظہر الذ نور و
اسماء ذاتہ الاقدس الاطہر العقل الذ ول
والقلم الاعلی والروح الاعظم احمد ن المجتبیٰ
محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وازواجہ واولادہ واھل بیتہ وبارک
سلم و مجد دشرف وکرم

اے اول علم و آخر عین

اے (یعنی رسول اللہؐ) اول علم اور آخر عین ہے

قدر تو فکان قاب قوسین

تیری قدر و منزلت فکان قاب قوسین

در شانِ تو گفت حق تعالیٰ
لولاک لما خلقت کونین
آپکی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے
اگر تم نہوتے تو ہم نہیں پیدا کرتے دونوں عالم کو

حقا کہ جمالِ حق نمودش
آنکو برخت کشود عینین
تحقیق کہ حق تعالیٰ اپنا جمال دکھلایا
اس وقت آپکے رُخ پر کھولدیا دونوں آنکھ کو

با آنکہ شد است امر حائل
ہستی تو ہست عین طرفین
بہ سبب اس کے امر درمیان حائل ہوا ہے
آپ کی ہستی ہے عین دو طرفہ

باللہ کہ ترا بذات پاکش
فرقے نبود مگر بہ صفتین
قسم اللہ کی کہ تجھکو اس کی پاک ذات سے
کوئی فرق نہ ہوئے مگر صفاتی طور پہ

جز صورتے معنے تو نبود
برزخ کہ بود میانِ بحرین
تیری معنوی صورت کے سوا کچھ نہ ہوئے
اک برزخ ہے جو دو دریا کے درمیان

حق شاہد تو تو شاہد حق
بے شائبہ حجاب ما بین
حق تیرا شاہد اور تو حق کا شاہد ہے
دونوں کے درمیان حجاب کی شبہہ کے بغیر

جائے کہ توئی و حق در آنجا
لا کیف و لا مستی و لا این
جس جگہ تو ہے اور حق اسی جگہ ہے
بےچون وچرا بغیر طلب دریافت و بغیر دقت و مدت کے

گیسوے تو کفر و روی تو [illegible]
ذاتت تو مقام جمع ضدین
تیرے گیسو کفر اور تیرا چہرہ دین ہے
تیری ذات دونوں کے ضد کا مقام ہے

فرماں بہ کلیم شد کہ فاخلع
سودی تو بفرقِ عرش نعلین
کلیم اللہ کو حکم ہوا کہ نعلین اتار دو (کوہ طور پہ)
گھسا تونے سرِ عرش پہ نعلین کو

بر آلِ تو و صحاب تو یاد
صلوٰۃ خدا [illegible] تمام ثقلین
آپکی آل اور اصحاب پر [illegible]
صلوٰۃ خدائی [illegible] ثقلین [illegible]

هستم به تو نیستم من از خویش — ای عین تو دین و عین من شین

میں آپ سے ہست اور اپنے سے نیست ہوں — آپکی آنکھ (نظر) زینت بخش اور میری آنکھ

شہر و علی کلید بابش — تو بلدہ علم و ملکہ علمین

شہر و علی اس در کی کنجی ہیں — تو علم کا شہر ملکہ دونوں علموں (ظاہر و باطن)

با حمد خدائے ضم مدحت — بر گردن اہل دین بود دین

حمد خدا کے ساتھ آپکی مدح شامل ہے — اہل دین کی گردن پر یہ طوق قرض کے

احمد احد اے کمال بالذات — واحد بود نباشد

اے کمال احمد — احد بالذات ایک ہی میں دو نہ ہوئے

اے نبی کہ ز بعد تو کسے نیست نبی — بہ تعین تو عربی بہ حقیقت تو ربی

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہے — خصوصیت میں تم عربی اور حقیقت میں تم ربی

تو نبی بودہ آندم کہ عدم بود آدم — باز نسلی ز بنی آدمی و بو العجبی

تم نبی تھے اس وقت جبکہ آدم عدم میں تھے — پھر نسل میں بنی آدم سے اور عجیب راز ہو

نام نامی تو احمد لقب سامی تو — ابطحی قرشی و مکی مدنی و عربی

آپکا نام نامی احمد اور لقب بلند آپ کا — ابطحی قرشی مدنی اور عربی ہیں

ہست در قطرہ از بادہ عشقت اثرے — کہ نباشد بدو صد جام شراب عنبی

آپکے عشق کی شراب کے ہر قطرہ میں وہ اثر ہے — جو شراب عنب کے دو سو پیالوں میں بھی نہیں

سبق شوق تو در مکتب گیتی خوانند — از پی صفحہ دلہا چہ جواں و چہ صبی

تیرے شوق و الفت کا سبق عالم کے مدرسہ میں — پڑھتے ہیں قلوب کے ہر صفحہ سے کیا جواں اور کیا وہ بچہ

شربت آشامی دیدار تو کام دلم است — جرعہ بخش کہ بگذشت ز حد تشنہ لبی

میرے دل کا مقصد آپکے دیدار کی شربت خواری ہے — ایک جرعہ بخشدو میری تشنہ لبی کی حد ہوگئی

دارد امید یقین از تو کمالِ عاصی | کہ بدرگاہ حق آمرزش جرمش طلبی
یہہ کمال عاصی آپسے قوی امید رکھتا ہے | یہہ کہ درگاہ حق تعالیٰ سے آپ اسکے گناہوں کی بخشش ہو

منقبت

فی منقبت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

در شان سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آئینہ دار حسن وجمال نبی علی | مجمع صفات کمال نبی علی
نبی صلعم کے حسن وجمال کے آئینہ دار علی ہیں | حضرت نبی صلعم کے صفات کمال مجموعہ علی ہیں
ہم رفیق ہمقرین وہم آئین وہمنشیں | ہم جسم وجان وحال ومقال نبی علی
نیز دار و مصاحب ہم خیال وہم صحبت ہیں | نیز احوال اور اقوال میں نبی کے جسم وجان علی ہیں
تاجش ولایت آمد وخاتم خلافتش | مسند نشین جاہ وجلال نبی علی
ولایت تاج اور مہر خلافت کی انکو عطا ہوئی | نبی صلعم کے جاہ وجلال کے مسند نشین علی
شد واقف حقیقت لاہو ولا انا | ہمچون نمک بہ بحر زلال نبی علی
لاہو اور لا انا کی حقیقت سے واقف ہوئے | نبی صلعم کے بحر زلال میں نمک کے مانند علی ہیں
گشت از فنائے ہستی خویش بقا ازو | در ذات وصف وفعل مثال نبی علی
اپنی ہستی سے فنا اور ان کی ہستی سے بقا ہوئے | ذات وصفات وفعل میں مثل نبی کے علی ہیں
پرواز کرد تا زدن چشم در رسید | بر آشیان قرب بہ بال نبی علی
ایسی پرواز کیے کہ پلک جھپکتے تک پہنچ گئے | قرب کے آشیانے تک نبی صلعم کے بازوں سے علی
در منزلت بمنزل ہارون شد از کلیم | از راہ اتباع کمال نبی علی
مرتبہ میں جیسے کہ ہارون علیہ السلام ہیں کلیم اللہ کے ساتھ ہو گئے | نبی صلعم کے اتباع کمال کے طریقے علی ہیں

حاشا بہ جن وانس وملک عدیل خود | دارد بحسن خلق وخصال نبی علی

پناہ بخدا جن وانس وملائکہ ہم پلہ ہیں | ہرگز نہیں نبی کے حسن خلق وخصال جیسے علی رکھتے ہیں

آن بہر آنکہ بضعہ ولی زوجہ اش بود | شد قدوۂ صحابہ و آل نبی علی

اس لئے کہ نبی کی لخت جگر اونکی بیوی تھیں | ہوگئے پیشوا صحابہ اور آل نبی کے علی

درماندۂ راہ بیادی غم شب فراق | شمع رہ حریم وصال نبی علی

شب فراق وصحرائے غم میں پیچھے رہے ہو | کو وصال نبی کے حریم تک راستہ کا چراغ علی ہیں

خواہی اگر تمام بتعیین رفع کن کمال | پیدا بماسوا بہ خیال نبی علی

اے کمال اگر تو یقین کامل چاہتا ہے تو | کہ ماسوی اللہ کے خیال وتصور کو نبی وعلی کے خیال سے

فخطر ببالك اوجيب فى خيالك توهم الرفض
على بمنقبة على كرم الله وجهه فارجع عنه فان
بعض الظن اثم وانا سمعنا ها لجهة حب
النبى التى ينافى الحب الاعتقادى باعتبار فضل
الخير فلا يناقض الفضل الكلى ومن هبنا مذهب
اهل السنة والجماعة ومعتقدنا فى هذا الباب
ان فضيلة الخلفاء الاربعة رضى الله عنهم بحسب
ترتيب الخلافة فهو افضل البشر الا نبياء بالتحقيق
امير المومنين ابوبكر بن الصديق رضى الله تعالى
عنه الذى قال الله تعالى فى فضيلته ثانى اثنين
اذهما فى الغار قال فى فضله رسول الله صلى الله عليه وسلم

اناطق بالحق والمقابل باالصدق وما طلعت شمس ولا غربت علیٰ احد بعد النبیین افضل من ابی بکر واقل من امن بی ابی ابکر اول من صدقنی ابوبکر واقل من زوجنی فی الاسلام ابوبکر وآول من یحشر معی یوم القسملے ابوبکر الی آخر۔

درشان غوث اعظمؓ

فی مدح المحبوب السبحانی سید عبد القادر جیلانیؓ

مدح میں محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

مصطفیٰ گر انبیاء را داور است	غوث الاعظم اولیاء را یاور است
مصطفیؐ اگر انبیاء کے حاکم ہیں	غوث الاعظم (لطفیل انکے) اولیاء کے مددگار ہیں
گر نبی ما را شفیع محشر است	غوث اعظم نیز پوزش آور است
اگر نبی صلعم ہمارے لئے شفیع محشر ہیں	غوث الاعظم بھی (ہمارے طرفی) عذر پیش کرنے والے ہیں
گر علی ساقی حوض کوثر است	غوث الاعظم سوئے جنت رہبر است
اگر حضرت علیؓ حوض کوثر کے ساقی ہیں	غوث الاعظم جنت کی طرف رہبری کرتے ہیں
گر محمد الطف است واقدس است	غوث اعظم اطیب است واطہر است
اگر محمد مصطفیؐ زیادہ ترین مہربان اور نہایت پاک طینت ہیں	غوث اعظم بھی طیب (پاک) واطہر ہیں
شد محمد رحمت اللعالمین	غوث اعظم کیست آنرا مظہر است
محمد صلعم رحمت اللعالمین بن گئے ہیں	غوث اعظم کون؟ اس صفت کے ظاہر کرنیوالے ہیں

گر رسول اللہ عبد اللہ بود
غوث اعظم کیست عبد القادر است
اگر رسول اللہ عبد اللہ ہیں
غوث الاعظم کون عبد القادر ہیں

افسر فرق رسولاں مصطفیٰ
غوث اعظم گوہر آں افسر است
مصطفیٰ رسولوں کے سر تاج ہیں
غوث الاعظم اس تاج کے گوہر ہیں

گر محمد ہست محبوب خدا
غوث اعظم ہم حبیب داور است
اگر محمد مصطفےٰ خدا کے محبوب ہیں
غوث الاعظم بھی اس داور کے حبیب ہیں

داں احد در رنگ گل احمد شکر
غوث اعظم را تو گو گل شکر است
احد کو رنگ گل احمد کو شکر جان
غوث الاعظم کو یہ جان کہ گل شکر (گلقند) ہیں

غوث اعظم در گروہ اولیاء
چوں میان انبیاء پیغمبر است
غوث الاعظم اولیاء کے زمرہ میں
جیسے کہ انبیاء میں پیغمبر صلعم ہیں

از کمال اتباع جد خود
بہ در مقام قرب با وی ہمسر است
اپنے جد کی اتباع کے کمال سے مقام قرب میں
ان کے ساتھ ہمسر ہیں

زندہ گردانید میتش چوں مسیح
ذاتش محی الدین گفتن در خور است
ان کا مردوں کو زندہ کرنا مسیح کے مانند
ان ذات کو محی الدین کہنا سزاوار ہے

من چہ گویم خلق و خلقش ز آفتاب
اظہر است و نور ست و انور است
میں کیا کہوں ان کے اخلاق و اطوار کو
آفتاب سے زیادہ ظاہر زیادہ منور اور زیادہ روشن ہیں

خواجہ و سلطان و درویش و فقیر
سید و شیخ و ولی اکبر است
خواجہ ہیں سلطان ہیں درویش و فقیر ہیں
سید ہیں شیخ ہیں اعلیٰ مرتبہ ولی ہیں

بادشاہ مولیٰ و مخدوم و غریب
از خدا او را خطاب اشہر است
بادشاہ مولیٰ مخدوم (خدمت لینے میں) اور غریب ہیں
خدا تعالیٰ سے آپکو خطابات عطا ہوا وہ مشہور ہیں

شرح اوصافش کما ہی کی توان — کز قیاس و عقل و دانش برتر است

انکے اوصاف کی تشریح جیسی کہ چاہیے کیونکر کرے — جو قیاس و عقل و سمجھ سے اعلیٰ تر ہے

ہرچہ گویم از کراماتش فزون — کمتر است و کمتر است و کمتر است

اگرچہ ان کی کرامات جتنی زیادہ کہوں — وہ کم ہیں تھوڑے ہیں اور کم ہی ہیں

کی شمار فضلہائش کز عدد — از بد ست و اکثر ست و کمتر است

ان کے فضائل کو میں تعداد میں کیسے گن سکوں — وہ بہت زیادہ ہیں اور کثیر ہیں بہت بڑھکر ہیں

در شہلائے اولیاء شد مقدمش — خاک نعلین مرا تاج سر است

اولیاء اللہ کے کاندھے انکے قدم رکھنے کی جگہ — بنے انکے نعلین کی خاک میرا سر کا تاج ہے

خادمان آستانش را کمال

اُن آستانہ کے خادموں کا کمال غلام ہے

بندہ و عبد و غلام چاکر است

بندہ ہے اور خدمت گار ہے
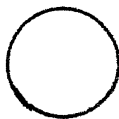
تمہید

کہا ہے خاکِ اقدام سگِ دروازہ خدام جناب ارشاد مآب وسالکانِ جشن سدرہ مقام خلق اللہ کے قبلہ اور خاص وعام کے کعبہ شیخ الاسلام مُرشدِ کامل الامعاد اور عارف ہیں۔ جمع کرنے والے اضداد کے اوتاد کے قطب یکتائے افراد اسرار لی مع اللہ الخ کے واقف کار وسیر الی اللہ وفی اللہ کے سالکوں کے پیشوا ای سید السادات ومنبع السعادات مجمع البرکات (برکات کا مجموعہ) معدنِ حسنات (نیکیوں کی کان) مخزنِ کمالات (کمالات کا مخزن) شریعت وحقیقت کے جامع شرط وفضیلت کے مالک اور پیشوائی علم وقال کے خلاصہ اصحاب وجد وحال کے درجۂ حق الیقین کے واصل قدر ومنزلت کے مقام پر پہونچنے والے دبار بردار امانت انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض زمین کے دکنت بنیاد آدم بین الماء والطین کی باریکیوں کی گرہ کھولنے والے خلیفۂ رب العالمین نائب سید المرسلین ولی بزرگ وبے نظیر قطب اور طلوع ہونے والے شمس اور بدر منیر کے انوار سے زیادہ ظاہر پیر دستگیر حضرت سید محمد جو مشہور شہیر نام سے نور اللہ مرقدہ (اللہ تعالیٰ ان کی مزار کو منور بنائے) اور خوشبودار رکھے ان کے مقام مدفن

کو کمترین فقراء و مساکین فقیر حقیر سید کمال الدین ابن حضرت سید جمال الحق والملتہ والدین قدسنا اللہ تعالیٰ المبرۃ القدس آمین ثمہ آمین ـ

اس رسالہ ہدایت مقالہ میں جو موسوم کلمات کمالیہ ہے اسمائے حضرات سلسلہ عالیہ قادریہ علیہم التحیتہ المتوالیہ منظوم بنائے اور لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں ـ

الٰہی بحق نبی کریم ... شفاعت گر روز امید و بیم
الٰہی بہ لطف نبی کریم کے ... جو کہ شفاعت کرنیوالے ہیں روز قیامت میں

الٰہی بحق علی ولی ... در شہر علم خفی و جلی
الٰہی بوسیلہ علی اور ولی کے جو ... دروازہ شہر علم خفی و جلی کے ہیں

الٰہی بحق مسمّٰی حسن ... مہ تابعین بود بصری وطن
الٰہی بوسیلہ نامی حسنؓ کے ... تابعین کے ماہ اور ان کا وطن بصرہ تھا

الٰہی بحق حبیب عجم ... ز فیضش عجم گشتہ چون جام جم
الٰہی حق میں حبیب عجمی کے ان کے ... فیض ملک عجم جام جمشید کے جیسا تھا

الٰہی بہ داؤد طائی کہ دی ... زطومار اغیار تو کرده طی
الٰہی حق میں داؤد طائی کے کہ وہ تیرے ... اغیار کے دفتر کو طے کر دیئے ہیں

الٰہی بہ معروف کرخی کہ او ... شده تا ابد محو دیدار تو
الٰہی حق میں معروف کرخی کے کہ ... وہ ہمیشہ تیری دیدار میں محو رہے ہیں

الٰہی بہ آں شیخ سقطی سری ... کہ حضرت دہد بہر اوتش ہر سے
الٰہی اوس شیخ سری سقطی کے لئے جو تیرا ... راز سہروں میں پہونچلئے راز داری سے

الہی بہ سالار قوم آن جنید
بہ بغداد در دام عشق تو صید

الہی سردار قوم وہ جنید (بغدادی)
کیلئے جو بغداد ملک میں تیرے عشق کے دام صید رہے ہیں

الہی بہ شبلی وحدت ام
کہ بوبکر بن والف آتش علم

الہی ان شبلی کو جو وحدت میں محمود ہیں
جو ابوبکر بن والف سے مشہور ہیں

الہی بعبد العزیز مفیض
ز فیضش سہیل مستفیض

الہی عبد العزیز فیض رسال کے لئے
انکے فیض سے عین کا ستارہ فیض حاصل کرتا ہے

الہی تاں عبد واحد لقب
کہ عبد العزیز بودہ اند شیخ واب

الہی ان عبد الواحد لقب والے کو جو
عبد العزیز صاحب کے شیخ رہے ہیں اور والد بھی

الہی محمد ابو الفرح را
کہ منسوب باشد بطر طوس جاہ

الہی محمد ابو الفرح کے لئے جو
مقام طر طوس سے منسوب ہیں

الہی بہ حق علی بوالحسن
قریشی دھنکاری آں شہ زمن

الہی حق میں علی ابو الحسن کے قریشی
دھنکاری ہیں وہ اس زمانے کے شاہ

الہی بہ حق شہ بوسعید
سلیل مبارک بعرفان وحید

الہی حق میں شاہ بوسعید کے انکے
مبارک فرزند عرفان میں یکتا ہیں

الہی با عبد القادر ھمام
یہہ محبوب سبحاں شمس الانام

الہی اس عبد القادر سالار قوم کے وسیلہ
جو محبوب سبحانی اور خلق اللہ کے شمس ہیں

الہی بحق بآں شیخ اہل عراق
در تاج دیں شیخ عبد الرزاق

الہی ان شیخ عراق والے پر جو دین کے تاج
کے گوہر شیخ عبد الرزاق ہیں

الہی بہ سید ابی نصر پیر
کہ بودست با محی الدین شہیر

الہی سید ابی نصر پیر
جو رہے ہیں محی الدین مشہور زمانہ کے ساتھ

الٰہی بآں دستگیر انام ۔ کہ بو صالح نصر داشت نام

الٰہی اس حق اللہ کے دستگیر پر ۔ جو ابو صالح نصر ان کا نام ہے

الٰہی بہ شیخ احمد قادری ۔ کہ در علم و وجدش رسد نادرے

الٰہی شیخ احمد قادری پر جو علم ۔ اور وجد میں وہ نادر مقام پر پہونچے ہیں

الٰہی بہ سید محمد کہ شد ۔ بہ تہذیب و اخلاق چوں جد خود

الٰہی سید محمد کے لئے جو ہوئے ہیں ۔ تہذیب اخلاق میں اپنے جد کے مانند

الٰہی بہ قطب زماں نصر دیں ۔ کہ رفعت پذیرفت از قصر دیں

الٰہی زمانہ کے قطب نصر دین پر ۔ جو دین کے قصر سے بلندی اختیار کئے ہیں

الٰہی بہ غوث جہاں نور دیں ۔ کہ مستحکم آمد بداں نور دیں

الٰہی غوث جہاں نور دین پر ۔ جو ظہور میں حد سنوار ہو آیا ان سے دین کا نور

الٰہی بہ سید عنایت کہ او ۔ عطا یافتہ بے نہایت ز تو

الٰہی سید عنایت پر کہ وہ ۔ عطائیں پائے ہیں بے اندازہ تجھ سے

الٰہی باں شیخ سید شجاع ۔ ترا و جہاں را مطیع و مطاع

الٰہی اس شیخ سید شجاع پر ۔ جو تیرے مطیع اور جہاں کے مطاع ہیں

الٰہی بحاجی اسحاق فرد ۔ کہ عیناً نبی زو ملاقات کرد

الٰہی حاجی اسحاق پر جو یکتائے زمانہ ہیں ۔ ظاہری دید میں نبیؐ ان سے ملاقات کئے ہیں

الٰہی بہ راجی محمد ولی ۔ مکاشف بیار محمد علی

الٰہی راجی محمد ولی پر ۔ مکاشفات حاصل کئے ہیں محمدؐ اور علیؓ سے

الٰہی بہ حق جنید دوم ۔ کہ از خود بوجدان تو گشتہ گم

الٰہی حق میں جنید ثانی کے جو از ۔ خودی تیری یافت میں گم ہو گئے ہیں

الٰہی بہ شاہ ہدایت کہ آں | نہایت کُند در بدایت عیاں
الٰہی شاہ ہدایت اللہ پر کہ وہ | ابتدا ہی سے انتہا کو ظاہر کئے ہیں
الٰہی بہ سید کمال آنکہ داشت | شہود و جمال تو ہر شام و چاشت
الٰہی سید کمال اللہ پر جو کہ رکھتے ہیں | تیرے جمال کا مشاہدہ ہر شام صبح
الٰہی بہ سید جمال اللہ | کزو گشت ظاہر کمال اللہ
الٰہی سید جمال اللہ پر جو کہ | ان سے ظاہر ہوئے کمال اللہ تعالیٰ کے
الٰہی بہ ارشاد شہمیر پیر | کہ در علم و عرفاں نہ بودش نظیر
الٰہی شہمیر پیر کے ارشاد کے طفیل | جو کہ علم و عرفان میں انکے کوئی نظیر نہیں ہیں
الٰہی بعجز و نیاز کمال | کہ دارد بدرگاہ توکل قال
الٰہی کامل عجز و نیاز کے ساتھ جو پیش | کرتا ہے تیری درگاہ میں تمام حال و احوال
کہ مارا کُن ایمانِ کامل عطا | نگہدار از جنس شرک و خطا
یہ کہ ہمکو ایمان کامل عطا فرما | شرک خطا اور اسکی جنس سے ہمکو محفوظ رکھ
مدامم بہ لطف تو پیوستہ دار | بہ زنجیر عشق تو بابستہ دار
ہمیشہ مجھکو تیرے لطف میں لپٹا ہوا رکھ | تیرے عشق کی زنجیر میں جکڑا ہوا رکھ
بہ درآموز علمے کہ نافع بود | دلے دہ مرا کز تو خاشع بود
سکھا مجھکو وہ علم جو نفع دینے والا ہو | دل ایسا دے مجھکو جو تیرے غضب سے ڈرتا رہے
بہ طاعت بدہ استقامت مرا | میرا از سمعہ بری از ریا
طاعت میں تیری تابعداری کی طاقت عطا کر مجھکو | بنالے یعنی خودستائی سے دور اور ریاکاری سے
ز وسواس شیطان امانم دہاں | ہم از بند نفس و ہوایم رہاں
شیطان کے وسوسوں سے مجھکو امن عطا کر | نفس اور ہوا کے قید و بند سے بھی مجھے رہائی عطا فرما

رذائل ببر ساز پیراستہ
روز تلقین نکالدئے اور اسے مجھے قطع کلی کر
فضائل بہ بخشیں وکن آراستہ
فضیلتیں بخش اوران سے مجھے آراستہ کر

بشرع نبی مستقیم بدار
نبی کی شریعت پہ مجھے مستقیم رکھ
بکوئے ہواتش مقیم بدار
اس کے خواہشات کے کوچہ میں مجھے مقیم رکھ

چو مارا نمودی صراط سوی
جب ہمکو دکھایا تونے راستہ درست و ہموار
دگر ہیچگاہے مگرداں خوی
پھر کسی وقت ٹیڑھی راہ کی طرف مت پھیر

بہ شیخ خودم اعتقاد درست
میرے شیخ سے مجھ کو درست اعتقاد
عطا کن نہ گاہے قوی گاہ سست
ایسا عطا فرما کہ نہ کبھی اس میں سستی واقع ہوئے

کزو یافتیم آنچہ ما یافتیم
اُسے پائے جو کچھ کہ ہم پائے
زمادون تو روئے بر تافتیم
تیرے ماسوی سے جو ہم منہ پھیر لئے ہیں

زبان را بذکر تو دہ تحلقہ
زبان کو تیرے ذکر کا ہی تعلقہ عطا کر
خموشم کن از مابقی لقلقہ
مجھے خاموش رکھ دوسرے لقلقہ (لیعنی بکواس) سے

عطا کن صفائی زقلبی بقلب
صفائی قلبی میرے قلب کو عطا فرمائیے
کزو جملہ خطرات گردند سلب
کہ اس سے تمام خطرات مٹ جائیں

زروحم بہ بخش آں فنا
اس روح سے میری روح کو وہ فنا بخش دئے
کہ مطلق بگردد زقید انا
جو قید انا سے (اپنے پن سے) آزاد ہوئے

ببوئے فنا از صفات خودم
میری صفات کو فنا کی طرف رجوع کر
دہ آنگہ بقا از صفات خودم
اسکے بعد تو اپنی صفات سے مجھکو بقا عطا فرما

کنم در خفی عبد اللہ تما
بتادئے مجھکو خفی میں عبد اللہ تما
لسان تو [illegible] بندہ تما
تیرے جیسا [illegible] بندہ تما

شعورت ده از بے شعوری ز غیر
تیرا شعور دے جو غیر سے بے شعور ہے
بقرب حضوری و دوری نہ غیر
تیرے قرب و حضوری میں دوری ہو غیر سے

ز بابِ حقائق بروئم کشا
حقائق کے دروازے مجھ پر کھولدے
جمالِ دقائق بہ چشمم نما
دقائق کے جمال کو میری آنکھ پر کھولدے

بہ حیثیت عشق و عقل رسا
عشق کی حیثیت اور عقل بلند سے
بکن رہبر خلق سویت مرا
مخلوق کا تیری طرف رہبر مجھکو بنادے

ده از جام احمد شراب احد
احمد کے پیالہ سے احد کی شراب عطا کر
بکن مست و لا تعقلم تا ابد
مست بنادے اور بے عقل مجھکو ہمیشہ کے لئے

ببر شین شک بخش زین یقیں
شک کی برائی کو نکال اور یقیں کی زینت
ز علم الیقیں نور عین الیقیں
بخشدے علم الیقین سے عین الیقین کا نور عطا فرما

بچشمم کن آئینۂ ہر ذرہ را
میری نظر میں ہر ذرہ کو آئینہ بنادے
درو آفتاب رخ خود نما
اس میں اپنے جلوے کا آفتاب دکھا دے

نمائی مرا در حقیقت رہے
دکھا مجھکو حقیقت میں ایسا راستہ جو
کہ روشن لبا ز شریعت گہے
روشن بنائے مقام شریعت کو

کرامت کن آں علم و قال صحیح
عطا فرما وہ علم اور صحیح قال جو
کہ عین است بل کشف و حال صحیح
کہ عین ہے بلکہ صحیح حال کا کشف ہو

کنم تا ان سوال و طلب رحمت
کروں میں اس تیری رحمت سے طلب اور سوال
کہ سابق بود بر غضب رحمت
جو مقدم رہے تیرے غضب پر تیری رحمت

گرفتم منم اعظم المذنبین
میں مانا ہوں کہ گنہگاروں میں بڑا گنہگار ہوں
توئی اکرم و ارحم الراحمین
تو زیادہ بخشش کرنیوالا اور سب سے بڑھکر رحم کرنے والا

یقین جاں گراست در جانِ من
میری جان میں یقین قرار پایا ہے
کہ جز تو نہ بخشد گناہانِ من
کہ تیرے سوا کوئی نہ بخشے میرے گناہوں کو

عفو نام تست و توئی عفو دولت
عفو تیرا نام ہے اور تو عفو (بخشش) دوست ہے
از انجا امید منیم ز دولت
اس بنا پر میری قوی امید تجھ ہی سے ہے

مسلمان بدار و مسلمان بمیر
مسلمان رکھ اور مسلمان لے جا
مرا زیں جہاں در جہانِ دگر
مجھ کو اس جہاں سے دوسری جہاں میں

بصدیق و فاروق و عثمان علی
صدیقؓ فاروقؓ عثمانؓ علیؓ کے طفیل
کہ ہر مشکلم را کنی منجلی
کہ ہر ایک مشکل کو میری تو آسان کر دے

بحق حسنؓ و حسینؓ و فاطمہؓ
حسنؓ اور حسینؓ اور فاطمہؓ کے وسیلہ سے
کہ مقرون بخیرم کنی خاتمہ
خیر کی قربت کے ساتھ میرا خاتمہ کرے

وہ القصہ جملہ مرادات من
الحاصل عطا کر میرے مرادوں کو
بر آر از کرم کل حاجات من
بر لا اپنی بخشش سے میری تمام حاجتوں کو

بحق ہمہ انبیاء اولیا
تمام انبیاء و اولیاء کے طفیل سے تمام
بصدق ہمہ اتقیاء اصفیاء
متقیوں اور صوفیوں کے صدق عمل سے

خصوصاً بحق رسولِ انام
خاص طور رسولِ انام کے وسیلہ سے ان پر
علیہ الصلوٰۃ و ... السلام
درود ہو جائے اور ان پر سلام ہو جائے

خدائے اکرم الاکرمین و ارحم الراحمین کے نام سے کلمات کا آغاز

شرع مبین کے جملہ ظاہری نعمتوں کے فوائد دین متین کے باطنی نعمتوں کے مواد سے ارباب ارشاد و تلقین کی زبانوں سے سنے گئے اور اخذ کئے گئے۔ باہر لائے اور نکالے گئے اصحاب تحقیق و تمکین کے مکاشفات و مشاہدات سے جو کہ کامل اکابرین۔ اہل یقین اور اس اُمت مغفرت قرین اولیاء کے خاندان میں اس کمترین بندہ رب العالمین (فقیر حقیر کمال الدین ابن حضرت سید جمال الدین کان اللہ له آمین ثمہ آمین بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

کلمہ اول

معنئے ایمان

سوال:۔ اگر کوئی بگو ایمان چہ چیز ست؟ جوابش بشنو از عقل و تمیز است۔

ترجمہ :۔ اگر تو پوچھتا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ اگر عقل وتمیز رکھتا ہے
تو اس کا جواب سن لے اصحاب تحقیق و نکتہ داں بزرگوار طریق کے
پاس ایمان وہ اسم ہے جو خصوصاً صدق وحق وسچائی ہے اور کفر
وناکارہ جھوٹ ونادرست ہے اور حدیث سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وسلم۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَاْلکُفْرُ بَاطِلٌ
اسلام حق کو کہتے ہیں۔ اور کفر جھوٹ وباطل (ناکارہ) ہے
اسی مدعا پر گواہ ہے عدالت پذیر اور ایمان واسلام اہل سنت
وجماعت کے عقائد کے مسائل سے بھی ایک ہے اس کا انکار
ارتداد اور کفر ضلالت کا مستلزم ہے۔

معنی حق وہست

سوال :۔ اگر تو پوچھے کہ حق وراست اور باطل ونادرست کے کیا
معنی رکھتے ہیں ؟

جواب ۔ جان لو کہ ہست کو ہست اور نیست کو نیست کہنا اور جاننا
حق اور درست ہے اور نیست کو ہست اور ہست کو نیست
سمجھنا ناقص اور جھوٹ ہے جیسا کہ اگر ایک تونگر صاحب
کہے کہ میں مفلس وناچار ہوں ۔ اور نقد اور جنس سے
کچھ اپنے پاس رکھتا نہیں ہوں ۔ یا۔ کوئی محتاج اور مسکین از قدرتی
کہے کہ میرے پاس اس قدر چاندی سونا موجود ہے۔ اسی کو ہست

کو تثلیث اور تثلیث کو ہست کہا جائے یہی عین کذب اور جھوٹ ہووے۔ اور اگر ہر شخص اپنے حسب حال اقرار کرے ہست کو ہست اور تثلیث کو تثلیث کہا جائے وہ اصل اور درست ہووے۔

سوال:۔ اگر پوچھے کہ تثلیث کیا ہے؟ اور ہست کیا؟

جواب۔ جان لو کہ ہست حقیقت واقعی ذات واجب تعالیٰ ہے جو بذات خود موجود ہے۔ بلکہ اس کی ذات خود وجود ہے ؎

ذات تو وجود سادہ ہستی بحت — سوی اللہ و اللہ ما فی الوجود

تیری ذات فقط وجود سادہ اور محض ہستی ہے — سوائے اللہ کے اور قسم اللہ کی کوئی موجود نہیں ہے

وجود ندارد کسے جز خدائی

سو جز او نسبت دوسرائے وجود

کوئی سوائے خدا کے وجود نہیں رکھتا ہے

جو سوائے اس کے کائنات میں کوئی وجود نہیں ہے

بحقیقت دگر کسے موجود — نیست در اصل و حقیقت عین حق است

حقیقت میں دوسرا کوئی موجود نہیں ہے — اصل اور حقیقت میں عین حق ہے

کہ فی حد ذاتہ نابود و ما شمت رائحۃ الوجود است

جو اپنی ذات کی حد میں نابود اور وجود کی بو نہ سونگھی ہے

ذات ہمہ جز وجود قائم بوجود

تمام ذاتیں بغیر وجود کے ذات باری سے قائم ہیں

جیسا کہ فرمایا مولوی جامی قدس سرہ السامی کتاب سلسلۃ الذہب میں:

اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت سے موجود نہیں ہے اور پھر قدس سرہ

تو معدومی خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے
تو معدوم ہے تیرے لئے ہستی کا خیال فاسد ہے یہہ خیال فاسد کب تک؟

آخر الامر اس باب کا مقصد یہہ ہے کہ خلق کو نیست اور بالذات معدوم جاننا اور حق تعالیٰ کو ہست اور موجود حقیقی سمجھنا۔ صحیح و درست و درست ہے یہی ہے اصل دین و ایمان اور عرفان و ایقان و اسلام کے معتقدین کی جس نے اس کی اتباع کی ہدایت پائی ہے

سانچ برابر تپ نہیں۔ اور جھوٹ برابر پاپ
جاکے ہردے سانچ ہے واکی ہردے آپ غزل

وہ جس کی ابتداء نیستی وہ عدم ہے پس ایسا ہی ہلاک و فنا اس کی انتہا ہے۔ جو نابود اور نیست و عدم اور لا وجود ہو اس کی ثبات و بقا کا گمان باطل ہوئے

گوہرے کہ درمیان دو دم ہست ہمدم است
جو ذات ظاہر کہ دو دم کے درمیان ہے وہ ہمدم (رفیق) ہے
قائل نہ شد کسے بہ کا و صفائے آں
کیا اس کی پاکی وصفائی کا کوئی قائل نہ ہوئے؟

پس ہست و بود باشد ذات و صفات حق

پس ہے اور تھا اور رہے حق تعالیٰ کی ذات و صفات

کس نیست و نبود و نباشد سوائے آں

کوئی نہیں ہے اور نہیں تھا اور نہ رہے اس کے سوائے

تو نیستی و در تو نماید ہر آنچہ ہست

تو نیست ہے اور تیرے میں جو کچھ کہ نمودار ہے

عکس وجود حق بود و صفہائے آں

حق تعالیٰ کے وجود کا عکس ہووے اور اس کے صفات

جو شخص کہ لباس مستعار لے کر پہنائے وہ اپنی ملکیت ہونے کا

دعویٰ کرے باطل ہووے۔

کن جمع علم صوفی و حق ایک سالکا

علم صوفی اور علم حق کو جمع کر لیکن اے سالک

سعی ظہور ایں بنما و خفائے آں

اس کے ظہور کی کوشش کر اور اسکے خفا (یعنے چھپانے) کی

علم صوفی کے ظہور اور علم حق کے چھپانے کی کوشش کرے علم صوفی سے

مراد علم عرفان اور علم حق سے علم ظاہر۔

بتعطیل نابد اور یہ آں روا

اس کے حاصل کرنے میں بتعطیل (کوتاہی) کو روا مت رکھ

علمی کہ آفریدہ شدی از برائے آں
یہہ وہ علم ہے کہ تو اسی کے لیئے پیدا ہوا ہے
عہدے کہ اے کمال بہ شبیر بستہ
اے کمال تو جو شبیر سے عہد باندھا ہے (وقت بیعت)
پیوستہ در حب آمدہ بر تو وفائے آں
ہمیشہ تیرے لیئے اس کو وفا کرنا واجب ہے

آئینۂ وجود

شنو زیں سخن راست تر ہیچ نیست
سن اس بات سے زیادہ راست کوئی نہیں ہے
کہ ہست است حق و دگر ہیچ نیست
کہ ہست حق ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے
تو گوئی پس ایں کثرت کون چیست
تو پوچھے پس یہ کثرت کون و مکاں کیا ہے
بجز ذات واحد دگر ہیچ نیست
ذات واحد تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی نہیں ہے
یقیں داں کہ جز وہم ہستی تو
یقین جان کہ تیری ہستی کے وہم کے علاوہ
دریں جا گناہے بتر ہیچ نیست
یہاں اس سے بدتر گناہ کوئی نہیں ہے

در آئینہ ہا ببیں کہ چندیں عکوس
آئینوں میں دیکھ جتنے کہ عکوس ہیں
بجز شاہد جلوہ گرے ہیچ نیست
شاہد کے سوا جلوہ گر کوئی نہیں ہے
چو مظہر حق است و مظاہر جہاں
جب مظہر حق ہے اور مظاہر تمام جہاں
میاں شان دوئی معتبر ہیچ نیست
ان کے درمیاں دوئی کا اعتبار کچھ نہیں ہے
شد آنکہ کہ حادث قرین قدیم
ہوا جبکہ حادث قریب قدیم کے تو
تو دانیش باقی اثر ہیچ نیست
جان لے اس کا اثر باقی کچھ نہیں ہے
بہ تنزیہ تنہا اگر قائلی
اگر تو نری تنزیہ کا قائل ہے
نصیبت ز سمع و بصر ہیچ نیست
تیرے لئے سمع و بصر سے کچھ حاصل نہیں ہے
بہ تشبیہ سادہ اگر مائلی
اگر تو سادہ تشبیہ ہی مائل ہے
حصولت ز عقل و نظر ہیچ نیست
عقل و نظر سے مجھکو کچھ حاصل نہیں ہے

نہ سازی چو لا بین ضدین جمع
دو ضدوں کے درمیاں جب تو جمع نہ کرے
ز توحید حقیقت خبر ہیچ نیست
حق تعالیٰ کی توحید سے تجھ کو خبر کچھ نہیں ہے
نہ اندر شریعت بہ تقلید پائے
شریعت میں تو تقلید سے قدم رکھ
کہ اندر دریں رہ خطر ہیچ نیست
کہ اس راستہ میں خطرہ کوئی نہیں
کلام حقیقت بہ تقلید ہال
خبردار حقیقت کے کلام کو تقلید سے
مگو کیں شجر را ثمر ہیچ نیست
مت کہہ کیونکہ اس درخت کو ثمر کچھ نہیں
برس تا حقیقت گزر از مجاز
مجاز سے گزر کر حقیقت تک پہنچ جا
کہ وقف تو در رہ گزر ہیچ نیست
اس سفر میں تیرے لئے مقام توقف کچھ نہیں
چو ایمان مطلق ترا سود داد
جب ایمان مطلق تجھ کو حاصل ہوا
ز کفر مقید ضرر ہیچ نیست
کفر مقید سے تجھ کو کچھ بھی ضرر نہیں ہے

هوای دلت گر بود حق رسی
اگر تیرے دل کی خواہش حق رسی کی ہے
ز شہپیر به راہبر ہیچ نیست
شہپیر سے بہتر راہبر کوئی نہیں ہے
چو آئی به بینی و دانی کمال
اسے کمال جب آوے تو دیکھے اور جانے
حلاوت بنام شکر ہیچ نیست
صرف شکر کا نام لینے سے لذت کچھ نہیں

کفرِ حق و کفرِ باطل

جانئے کہ اہلِ شریعت ظاہرہ (جو کہ لا معبود اِلّا اللہ اور ہمہ از اوست لا اِلٰہَ اِلّا ھو کے قائل ہیں) کہتے ہیں کہ عبد و رب میں ہر طرح سے جدائی اور باہم غیر ہیں۔ اور وحدت اور عینیت دونوں کے درمیان باطل ہے کہ ما التراب و رب الارباب (کجا مٹی او کجا رب الارباب) چہ نسبت خاک را با عالم پاک (عالم پاک کو خاک سے کیا نسبت ہو) یہ لوگ تنزیہ اور وحدانیت ہی حق کے لئے سزاوار ہے کہ معتقد ہیں اور بس۔ اور صفت تشبیہ اور حق کی عینیت کو خلق سے اعتقاد رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں اور اہلِ شریعت باطنیہ یعنے اہلِ حقیقت جو کہ لا موجود اِلّا اللہ

او ہمہ اوست اور لا الٰہ الا انا کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ تنزیہہ اور تشبیہ دونوں قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ فصدق الاول دون الثانی۔ پس تصدیق کیا یعنی سچ جانا اول کو سوائے ثانی کے من قال نومن ببعض ونکفر ببعض پس جس نے کہا ہم ایمان لائے بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا۔ اس لئے کہ ہوالظاہر پر قرآن کے دلائل سے ہے حق کی صفت تشبیہ کا اثبات کرتی ہے۔ پس اس کا انکار صریحا کفر ہوئے اور دلیل محکم بھی قل ھو اللہ احد۔ وحدت مطلقہ کا اثبات کرتی ہے۔ وحدت مقیدہ پر قیاس کرنا محکم میں تاویل ہوئے وہ بھی باطل ہے۔ والنصوص تحمل علی ظواہرہا۔ پس ان کا اعتقاد تشبیہ وعینیت باوجود تنزیہہ وغیریت کے ہوئے۔ پس ایمان اول سے مراد اس بیت میں ہے

تا مدرسہ ومنارہ ویراں نشود — احوال قلندری بسامان نشود

جب تک مدرسہ ومنارہ ویران نہ ہو — قلندری کے حالات یا سامان نہوں

تا ایمان کفر وکفر ایمان نشود — یک بندۂ حق مسلمان نشود

جب تک ایمان کفر اور کفر ایمان نہ ہو ایک — بندۂ حق یقیناً مسلمان نہ ہووے

ایمان مقید مجازی ہووے وہ اہل ایمان مطلق حقیقی کے پاس کفر ہوئے اس لئے کہ شریعت کا ایمان وجود معبود کی نفی اور ایک معبود کا اثبات ہووے ان کی نظر میں (ایمان حقیقت پر وجود وجود کی نفی اور ایک وجود کا اثبات ہے) کفر ہے جیسا کہ کہا گیا ہے

چنان کاں گبر و یزداں اہرمن گفت ہمیں ناداں و احمق اُو دو من گفت

جیسے کہ وہ گبر نے یزداں اور اہرمن (یعنی نیکی کا ایک خدا اور بدی کا ایک خدا) کہا یہہ نادان و احمق بھی وہ اور میں (دو وجود) کہا پس جان لے کہ جب تک ایمان کفر نہ ہو مدام ایمان مقید کو ایمان مطلق کی نظر سے کفر نہ سمجھے کفر ایمان نہ ہوئے جیسے کہ اہل طریقت فرماتے ہیں ؎

کفر باطل بوپیش حق است اندر خویشتن کفر باطل حق کا لباس ہے اپنے میں

کفر حق پوشیدن خویش است اندر خو آمتن کفر حق اپنا لباس ہے حق میں یہ کفر حقیقی کہ اس کی صفت یہہ ہے ایمان نہ ہوئے (یعنے اہل حقیقت کے پاس) یعنی وہ میرے معتقد نہ ہوویں علماً و حالاً۔ اس لئے کہ وہ کفر حقیقی عین ایمان حقیقی و اسلام معنوی ہے یا یہہ کہ کفر اہل ظاہر کی سمجھ کے اعتبار سے جو یہہ لوگ وہ کفر حق کو کفر باطل سمجھ بیٹھے ہیں۔ اس کی حقیقت پر ادراک و اطلاع نہ ہونے کے باعث وہ کفر حق کہ جو عین ایمان حقیقی ہے ایمان نہ ہووے یعنے اس کو یقیناً ایمان کامل نہ جانے ؎

یک بندہ حق بحق مسلمان نشود

ایک بندہ حق یقیناً مسلمان ہووے

یعنی مسلمان کامل ہووے۔

غایت مافی الباب

انتہا اس باب کی یہ ہے کہ ایمانِ شرعی ایمانِ حقیقی کے بغیر ایمان ناقص ہے پس لیکن ایمانِ حقیقی بھی ... یان شرعی صرف الحاد ہے اور

اول ثانی کے ساتھ اور ثانی اول کے ساتھ ایمان کامل ہے پس غور کیجئے پس حقیقت میں یہہ کلام لطیف بحث شریف ہے

صُوَرِ ممکنات

جاننا چاہئے کہ تعین و تقید و تکثر و تعدد و تشکل و صورت و مقدار و ہیئت ذات اشیاء کی نسبت حقیقی ہے عارضی نہیں ۔ اور وحدت الوجود حقیقی پہ نظر کریں تو مطلق عارضی ہے حقیقی نہیں ؎

وحدتے گشتہ کثرتش طاری

درہمہ ساری ازہمہ عاری

وحدت جس پہ کثرت طاری ہے تمام میں سمائی ہے اور تمام سے الگ ہے پس قائل ہونا اس پہ کہ خلق کا وجود عین حق کا وجود ہے بے شبہہ صحیح ہے اس لئے کہ خلق کا وجود ایک پرتو ہے حق کے وحدت حقیقی الوجود کے آفتاب سے جو ممکنات کی ذاتوں پر چمکا تو وہ سب اس ظہور کے سبب سے ظاہر خارج میں نمودار ہوئے جیسے کہ سمجھیں کہ حباب کا نور عارضی آفتاب کے حقیقی نور کا عین ہے اور تنزیہ قول کہ حق کا وجود حقیقی خلق کے عارضی وجود کا عین ہے۔ درست ہے جیسا کہ ہے کہ آفتاب کا نور حقیقی حباب کے عارضی نور کا عین ہے لیکن شکل وصورت اور حد وحصر و مقدار و ہیئت و کیفیت و سنجیدگی اور مثل اس کے جو اشیاء

کے ذاتی ہیں۔

حق سبحانہٗ تعالیٰ اس سے بالذات منزہ اور مبراء وبری ہے۔ اور اگر کہیں کہ وہی ہستی حق ہے جو بعینہٖ ممکنات کی صورت میں ظاہر ہوئی تمثل وتشکل کے طریق پر اسی تعین وتقید وچونی وچگونی وحصر وتحد اور مثل اس کے ساتھ نمودار ہوئی اس حیثیت سے کہ عین (یہہ شکل وصورت وحد وحصر ومقدار وہیئت وغیرہ) ممکنات کے لئے اور ذاتی ہے بے کم وبیش کے اپنی ذات عالی تجلی حق تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

اس میں کوئی اندیشہ نہیں ہے لیکن یہ عینیت حق کی ممکنات کی صورت میں خاص طور پر اس کے لئے عارضی ہوں نہ حقیقی اس لئے کہ وہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنی ذات کی حد میں ان تمام سے مقدس ہے۔ اگر اسی قیاس پر کہے کہ ممکنات بالذات ذات حق کے عین ہو دیں یہہ جائز نہیں ہے۔ فانہ عین ما ظہر ولیس ما ظہر عینہ پس تحقیق عین ہے جو ظاہر ہوا۔ اور جو ظاہر ہوا اس کا عین نہیں ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیس کمثلہٖ شیٔ یعنی اس کے جیسی کوئی ہستی نہیں ہے اس واسطے کہ اطلاق حق کا ذاتی ہے۔ اور تقید خلق کا ذاتی ہے۔ اور وہ ذاتی وہ چیز ہے اس سے دفع ہونا نہ ہو سکے یعنی محال ہو پس غور کیجئے۔

حاصل امر یہہ ہے کہ واجب حقیقی حقیقت ممکنات کا عین ہونا

اور ممکنات کی ذاتیں حق کی ذات کے عین ہونا۔ ممتنعات اور محالات سے ہیں اور یہ ایسا ہوگا کہ کوئی یہ کہے کہ قرصِ (دائرہ) آفتاب قرص ماہتاب کا عین ہوتا ہے۔ اور قرص ماہتاب عین قرص آفتاب ہوجاتا ہے۔ پس یہ خیال فاسد اور گمان غلط ہے

لان الشمس والقمر اثنان والنور فیهما واحد تحقیق کہ شمس اور قمر دو ہیں اور نور ان دونوں میں ایک ہے پس فہم کریں۔

اور جانئے کہ فرمایا شیخ محی الدین علی بن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے آٹھویں باب میں وما الحق خلق والخلق حق انتهى وذالک لان الاطلاق الحقیقی ذاتی للحق فلا تقیده الاکوان بظهور تعیناتها فی تجلیة الوجود منبسط علیها والخلق مقید والمقید ذاتی له لان الخلق عبارة عن تعین خاص فی الوجود المنبسط اثبت ماهیة التانیة فلو ارتفع القید لم یکن خلقا فلا یصح ان یقال الخلق عین الحق لان المقید للذی یکون التقید ذاتا له لا یکون عین المطلق الذی یکون الاطلاق ذاتیا له بخلاف ان یقال الحق عین الخلق بانه صحیح کان المطلق الحقیقی لا تقیده الا

آکوان قجلیہ لہ الدنیا فی التنزیہ لیس کمثلہ شئی نقل منہا
من عین مطلع الوجود فی تحقیق التنزیہ فی وحدۃ
الوجود للشیخ ابراہیم بن حسن الکردی اعلم ان
حقیقتہ تعالیٰ مخالفۃ لسائر الحقائق وذلک بیانہ
ان تنظر الی صفات للخلق کلہا وتنزہ الحق تعالیٰ
عنہا من حیث الکشف فنقول مثلاً من شان
الخلق جہل من ذورہم فلیس الحق تعالیٰ بجاہل
بل ہو عالم بکل شئی و من شان الخلق العجز
والجہۃ فلیس الحق تعالیٰ بعاجز عن انفاذ وقوع
شئی من ارادہ بل ہو قادر ولا فی جہۃ
ولا فی جسم وہکذا انہ لا یصح فی جانب الحق تعالیٰ
لوق بشیئہ تعلقہ ابدا الا فی شخص ولا فی نوع ولا فی
جنس نقل من عین جواہر المواقیت للشیخ
عبد الوہاب الشعرانی فی علم العقائد من
المبحث الرابع فی وجوب اعتقاد ان حقیقتہ تعالیٰ
مخالفۃ للسائر الحقائق وانہا لیست معلومۃ
فی الدنیا لاخر۔

کلمۂ اعتبار وجود

کہتا ہے ہیچ مدان آفاق اور جامع ان اوراق کا کمال الدین کان اللہ لہ امین کا سوال

سوال۔ اگر پوچھے کہ حضرت جامی قدس سرہ لوائح (لوائح جامی) میں فرماتے ہیں کہ ہر شی کی حقیقت تعین وجود کا ہے باوجود تعین خواہ مرتبہ علم میں یا مرتبہ عین میں کیا معنی رکھتا ہے؟

جواب۔ جان تو کہ ہر شی کی حقیقت دو سبب رکھتی ہے ایک وجود کی حقیقت کا انداز نہ دوسرا اس کے عدم ذاتی کا اعتبار (جس کو عدم اضافی اور عدم امکانی کہتے ہیں) پس ہر شی کی حقیقت وجود کی حیثیت کے اعتبار سے تعین وجود باوجود تعین ہووے جان لو کہ تعین وجود شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ کے مذہب کی بناء پر کیا گیا ہے چونکہ ان کے نزدیک وجود علم مقاضی جو وجود کلمات سے مراد ہے اور نفس رحمانی اشارہ اسی سے ہے صفات اللہ سے ایک صفت ہے۔ نہ ذات اللہ گویا کہ تعین صفت متعین ہے نہ اس کی ذات لیکن مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ غیر موصوف ہے مگر وجود کے اعتبار سے عین موصوف ہووے پس مقصود حاصل ہوا اور وجود متعین حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ

کے مذہب کی بنا پر جو فرمائے ہیں یہ کہ ان کے نزدیک وجود عام مفاضی وہی ذات حق ہے تعین کے ساتھ متعین نہ صفات اللہ سے کوئی صفت۔ بہرحال ہر شی کی حقیقت کو تعین وجود یا وجود متعین کہا گیا نہ حقیقت حق کو جو من حیث ہی (تحقیق وہ جیسی کہ ہے ہے) یعنے بالذات لا تعین اور فقط وجود اور ہستی بحث ہے۔ پس اگر کوئی شخص حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کو تعین وجود یا وجود تعین جانے اس کی تنہائی و تنزیہہ اس کا اطلاق ذاتی کا انکار کیا ہوا ہووے تعالیٰ عن ذالک علواً کبیرا۔ بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اور اعلیٰ و اکبر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعین وجود یا وجود متعین ہر شی کی حقیقت ہوئے نہ حقیقت حق سبحانہ کی لیکن اس قدر جاننا چاہیئے کہ وہ وجود متعین مذکور عین ذات لا تعین اور ہستی مطلق اور فقط وجود خاص ہووے جو حق سبحانہ کی حقیقت ہے نہ اس کے غیر کی۔ اثبات وحدت الوجود جو صوفیہ صافیہ علیہم الرضوان و التحیۃ اس پر معتقد ہیں کسی وجہ سے فرق نہ پائے۔ پس فہم و غور کریں۔ البتہ اس میں فائدہ جلیلہ ہے۔

کلمۂ بیانِ قدر

فی القدر و سر القدر و سر سر القدر ایجازاً

بیان ہیں قدر کے اور سر القدر کے مختصراً جانئے کہ کلام محققات علیہم الرحمہ والرضوان کے اقتضائے مطلب سے یہہ ہیچ مدان (مصنف) یہ ایسا پایا جاتا ہے کہ بندوں کے افعال (کفر و اسلام اور طاعت اور عصیان سے اور مثل اس کے) ان کے اختیار کے تابع ہیں ۔ ان کا اختیار تقدیر ازلی کے تابع رحمٰن سے مقدر کی ہوئی اور تقدیر ازلی علم قدیم ذاتی ظاہر و باطن کے تابع ۔ اور علم قدیم حقائق و اعیان کے تابع ہے اور اعیان و حقائق حضرت سبحانہ کے شیون ذاتی کے تابع ۔ اور شیون وجود محض کے تابع جو نہیں ہے کوئی مرتبہ اس کے ماسوی پس اس کو سمجھ لو اور جان لو ۔ شرح الفقہ الاکبر میں فرمایا صفات باری تین قسم پر ہے ۔

(ایک حقیقت محضہ ۔ دوم حقیقتہ اضافیہ ۔ سوم اضافیہ محضہ) ۔

پہلی حقیقت محضہ ۔ وہ ایسے صفات ہیں کہ غیر سے تعلق نہیں رکھتے ہیں جیسا کہ حیات اور وجوب و قدم و وحدت و غنا و اسنغت و بقا اور مثل اس کے ۔

دوسری حقیقت اضافیہ ۔ کہ اس کو تعلق غیر کے ساتھ ہے
جیساکہ علم ۔ قدرت و ارادت و سمع و بصر وغیرہ صفات ذاتی ہے۔
تیسری اضافیہ محضہ ۔ وہ صفات ہیں جو خارج میں وجود نہیں
رکھتے ہیں اور وجود ان کا موقوف ہے اثبات عقل پر ۔ بس نہیں ہے
ان صفات کو مگر وجود ذہنی جیساکہ محیت تبلیت ۔ و لبعدیت
و قرب و احاطت اور مثل اس کے اور یہ حادث ہیں اور مصنف کے
قول سے مراد کہ لا یقوم بذاتہ ۔ حادث ہے یعنی بالذات قائم نہیں
ہیں حادث ہیں ۔ یہ کہ صفات حقیقۃ محضہ و حقیقۃ اضافیہ سے
ان کے تعلقات ذات باری تعالیٰ سے نہیں ہیں بس تعلقات کے
حادث ہونے میں کوئی ضرر نہیں ہے اگر ایک بھی ان اقسام صفات
سے حادث ہوں لازم ہوگا کہ ذات باری بھی مقام حوادث میں ہے
اس لئے کہ یہہ قائم ذات الٰہی سے ہیں اور محل حوادث بھی حادث ہوئے
پس لازم ہوا حدوث باری بہ خلاف قسم سوم کے ۔ قسم دوم کے
صفات و تعلقات جو کہ بہ قائم بذات نہیں ہیں ۔ پس ان کے حدوث
(یعنی حادث ہونے) میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

کمالاتِ صفات

اس فاصر فاتر کے خاطر میں گزرتا ہے کہ معنے د کلا لبقوم یذا تہ حادث محققہ اکبر کے عقیدہ کا متن ہے وہ یہہ ہے کہ جو کچھ صفات وکمالات حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی ہیں ازل سے ثابت ہیں یعنے اس کے صفات قدیم ہیں اور باقی جیسے کہ (جو با الذات قائم نہیں وہ حادث ہے)

ذاتِ حقیقتہ محضہ ہوے مثل وجوب وحیات وحدت دانیت وقدم ولقاد غنا اور مثل اس کے خواہ حقیقتہ اضافیہ جیسا کہ علم والادہ ۔ قدرت اور مانند اس کے یا صفات افعالی کہ جیسے خالقیت وارزقیت احیاء وامانت وعقاریت وستاریت اور مثل اس کے بلکہ اعیان ثابتہ وصور علمیہ (علمی صورتیں) جو ممکنات کی ذاتیں اور ماہیات ہیں تابع ولزوم وقابلیت اور اپنی استعدادیہ کے ساتھ مرضیۂ غیب میں جو کہ احدیت ، وحدیت ۔ واحدیت مراد ہیں ۔ ہر چند وہ حدوث وتغیر فنا وزوال ونقصان بالذات رکھتے ہیں لیکن نظر عالم پر جو ذات حق ہے ان کی معلومیت میں خصوصاً حق تعالیٰ کو جو مرتبہ واحدیت میں ثابت ہے قدیم اور ازلی بے جعل جاعل (بنانے والی کی بناوٹ کے بغیر) ہیں ورنہ ذات باری تعالیٰ حوادث کے مقام ہونا (یعنے حادث ہونا) لازم آئے گا

تعالی اللہ من ذالک علواً کبیرا بلند و برتر ہے
اللہ تعالیٰ اس سے غالب اور بزرگ لیکن وجود خارجی کی نسبت سے
(یعنی صالح یکتا کی صفت) بے ہمتا قدیہ کی قدرت سے اپنے احکام
وآثار کے ساتھ خارج میں وجود کی کہہ کہے ہیں مخلوق اور مجعول (بنی
ہوئی) اور حادث ہیں ؎

توگو عالم قدم جستی بے فعل چناں بود
تو اگر عالم قدم تلاش کرے ایسا ہووے
وگر حادث بیا آوردی ہماں بود
اور اگر حادث کو نکال تو ہی ہے

پس عالم مرتبہ غیب میں قدیم ہے اور مرتبہ شہادت میں حادث ؎

نفی آں یک چیز و اعاش دواست
کسی ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز ہے۔
چوں جہت شد نسبت دو ناست
جبکہ جہت مختلف ہوں کہ اس کی نسبت دو پہلو ہے

فافہم پس فہم کریں اور جانیں۔
اگر تو کہے قدیم اس کو کہتے ہیں جو خارج میں موجود رہ کر ہمیشہ
رہے میں کہتا ہوں۔ موجودیت اس قدیم کی جو تم نے کہا کس معانی
پہ؟ اگر کہے کہ معنے مستقل موجودیت یعنی خود۔ بخود موجود رہنا
خاص اسی کے لئے ہے۔ میں کہتا ہوں سبحانہ اللہ اس معنے کے ساتھ اطلاق

قدیم صفاتِ حق کے بارے میں صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر ہو؟ اعیان کے حق میں۔ اس لئے کہ صفات موجود ہیں ذات کے وجود سے قدیم ہیں ذات کی قدامت سے اور قدیم ہیں قیام ذات سے خود بخود نہیں پس جو کہ خود بہ خود موجود خارج میں ہو کہ ہمیشہ رہے ذاتِ حق ہے سبحانہ یعنی اپنے وجود سے موجود ذاتِ حق ہے۔ نہ صفات۔ بلکہ صفات موجود ذاتی وجود سے اور قائم ذات کے قیام سے اور قدیم ذات کی قدامت سے ہیں پس اپنے خیال سے پس قدیم کی تعریف جو تو نے کی حق کی ذات پر صادق آوئے فقط۔ نہ صفات پر یہہ کیا معلومات ہیں؟

اور عقائد میں لکھتے ہیں کہ معنے قدم حق نفی عدم سابق کی نفی کا قدیم ہونے کے معنے عدم سابق کی نفی ہے اس کے وجود پر۔ پس قدیم وہ ہے کہ مسبوق بہ عدم نہ ہوئے۔ یعنی اس کے وجود کے سابق میں عدم نہ ہو۔ اور لقائے حق تعالیٰ سے مراد عدم لاحق کی نفی اس کے وجود کے لئے مخصوص ہو۔ یعنی ایسا باقی جو عدم سے ملحق نہ ہووئے یعنی عدم لاحق نہ ہووئے خاص اس کے وجود کے لئے پس ذات وصفاتِ حق کو مذکورہ تعینات کے ساتھ اور باقی کہنا کفایت کرتا ہے۔

جب کہ قدیم ان معنوں کے ساتھ جو سابق میں تم نے کہا ذاتِ حق کے علاوہ اس کی صفات پر بھی صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر اعیان کے لئے؟ کیونکہ جو اعیان ثابت کو قدیم کہے ہیں۔

نسبت سے ہیں کہ بعض عارفین ارواح کو قدیم کہے ہیں اس

تشخیص ہے کہ خلق اللہ۔ الارواح قبل الاجساد بالف عام کہ اللہ تعالیٰ
نے پیدا کیا ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال قبل۔ پس معلوم ہوا کہ قدم
خاص ذات کے لئے نہ قدم صفات پہونچے نہ معلومات۔ پس فہم کریں۔
دوسرا یہ کہ اعیان ثابتہ اپنے نفس سے خارج میں وجود نہیں رکھتے
نہ یہہ کہ حق کی وجود بخشی کے بعد خارج میں موجود نہ ہوئے حاشا ثم حاشا سہ

اعیان بین ناکردہ تنزل
اعیان عینیت کی گہرائی سے نازل نہ کئے ہوں
حاشا کہ بود بجعل جعل مجعول
پناہ بخدا کب ہو ویں بنانے سے بنائے والے کئے ہوئے

اعیان کی خارج میں موجودیت کے اثبات میں بہت سے دلائل اور معقولے
بہت تفصیل کے ساتھ اسی رسالہ میں لاوں گا انشاء اللہ تعالیٰ

محبت و احاطت

جانئے کہ محبت و احاطت و قرب اقربیت و سرایت کی صفت
اور فیض حق کے ظہور کو علمائے ظاہر علم اور قدرت کی حیثیت سے ثابت
کرتے ہیں اور صوفیا ذات کی حیثیت سے اس لئے کہ علم اور قدرت
حق کی ذاتی صفات سے ہیں کبھی ذات سے منفک (جدا) نہیں
ہوتے ہیں۔ اور وجود اور ان کا قیام ذات سے ہے نہ بخود اپنے

آپ) اہلِ نظر متکلمین سے بھی صفت و موصوف کو ایک وجود سے دو موجود جانتے ہیں یعنی ایک وجود موصوف جو کہ ذات ہے صفات سے بھی موجود ہیں حاصل یہہ ہے کہ وجود صفت موصوف کا ایک ہی ہے نہ دو جیسا کہ علماء کے نزدیک وجود عرض و محل کا ایک ہی ہے۔ اور بعض لوگ صفات کو وجود زائد بر ذات کہے ہیں یہ عقلی اور اعتباری ہے۔ حقیقی اور واقعی نہیں ہے۔ پس محبت حق کے ثبوت کی صورت میں علم اور قدرت کی حیثیت سے تحقیق محبت اور وہ ذات کی حیثیت سے بھی ترتیب پائی پس فہم کریں۔

کلمہ صفات حق سبحانہٗ تعالیٰ

جانئے کہ ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ ہستی مطلق اور وجود محض ہے اس وجود کے کمالات کو صفات نام رکھتے ہیں۔ پس کمال اول اُن کا یہہ ہے کہ

وجود کبھی نیست ہونے والا نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے اور رہنے والا ہے۔ ع

جاذال ہست و بود خواہد بود

یہ ہمیشہ سے ہے اور تھا اور رہیگا

پس اس کے یہ کمال کو یعنی نیست نہیں ہونا اور ہمیشہ ہست رہنا۔

اس وجود کو صفتِ حیات اور بقا کہتے ہیں۔

اس کا دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو اور اپنے ماسوا کے ذات وصفات کو بھی ہمیشہ جانتا ہے۔ اس کمال کو صفتِ علم کہتے ہیں دوسرا کمال یہ ہے کہ

دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود چاہتا ہے کہ اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو ہمیشہ ظہور میں لائے اس کمال کو صفتِ ارادت کہتے ہیں۔ بعض محققین ارادت کے معنی تجلّیٔ ذاتِ معدوم کے ایجاد کے لئے فرمائے ہیں۔

ایمان ثانیہ کے وجود کو ان کے عدم پر ترجیح دینا ہے۔

دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہ جو نہیں چاہتا نہیں کرتا ہے کر سکے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کر سکے کہ جو کچھ نہیں چاہتا ہے نہیں کر سکتا ہے اور اپنے خلاف کے لئے (یعنی مخالفین) یہ معنی عجز کے ملتزم (یعنی عجز لازم آئے) ہوئے تعالیٰ اللہ عن ذالک (اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے) اور اس کمال مذکور کو صفتِ قدرت جانتے ہیں۔

اگر تو کہے کہ لفظ ناخو رستنی (نہیں چاہنا) سے جو تم نے کہا جبر و اضطرار مفہوم ہو رہا ہے وہ صفت تو نقصان کی ہے تا صفت کمال کی پس کیونکر جائز ہوئے۔؟

میں کہتا ہوں خواستا و ناخواستا (چاہنا نہیں چاہنا) سے ہماری

مراد یہہ ہے کہ اوس کی مثال ۔ مثلاً زید کے لئے وجود چاہتا ہے اور عمر کے لئے وجود نہیں چاہتا ۔ یعنی عمر کا عدم چاہتا ہے اور بکر کی حیات چاہتا ہے اور خالد کے لئے حیات نہیں چاہتا یعنی خالد کی موت چاہتا ہے ایسا ہی جس کے کوئی انتہا نہیں ہے ۔ پس یہ خواستن و ناخواستن جوذکر پایا ہر دو اختیار و ارادت کے معنی کی تحقیق پائے ۔ نہ جبر و اضطرار کے تعالی الله عن ذالک اللہ تعالی اس سے برتر ہے ۔ پس قوت اور قدرت یعنی توانستن و کبر دن (کرسکتا اور کرنا) جو کچھ چاہتا ہے اور نہیں چاہتا ہے صفت قدرت ہوئے ۔

دوسرا کمال یہہ ہے کہ ۔ وہ وجود اپنے کو اور اپنے تنوعات ظہورات داخلی و خارجی (اپنے داخلی و خارجی ظہورات کے اقسام) کو یعنی اپنے اسماء و ذات و صفات کے مظاہر و مجالی (جائے ظہور وجائے جلوہ) کو ہمیشہ دیکھتا ہے ۔ اس کمال کو صفت بصر کہتے ہیں ۔

دوسرا کمال وہ ہے کہ وہ وجود اپنے اسماء کے ذات وصفات کے مظاہر کو امر سے ظاہر کرتا ہے امر سے " انما امرہ اذا اراد اللہ شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ۔

ترجمہ :۔ جز ایں نیست کہ اس کا جب ارادہ کیا اللہ تعالیٰ کسی شئے کا بکہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے ۔ اس کمال کو صفت کلام کہتے ہیں ؎

حق تعالیٰ جو بے عبارت و حرف ۔۔۔ با عدم گفت نکتہ ہائے شگرف

حق تعالیٰ نے جب بغیر عبارت اور حرف کے ۔۔۔ عدم کے لئے کہا غیب و دنیا نکات

عدم آمد بہ ذوقِ آں سخنان　　　　بفضائے وجود رقص کناں

عدم اس کلام کے ذوق سے　　　　وجود کی فضا میں رقص کرتا ہوا آیا

بعض محققین فرماتے ہیں۔ کلام کے معنی اطلاع دینا ہو دے کسی کو اپنے معلومات پر باری تعالیٰ اسی وجہ سے متکلم ہے۔ اس واسطے کہ تمام چیزیں اس باری تعالیٰ کے معلوم ہیں۔ اس پر اطلاع دے سکے۔ فرمایا عین القضات الہمدانی قدس سرہ نے بعض فارسی رسالوں میں خدائے تعالیٰ کامل الذات وختم صفات ہے۔

اسی کا کلام آلہ ومادہ وحلق ولب اور سے جو مختلف حروف کی مخارج میں مستغنی ہے اور ہمارے لئے کوئی مقصد ہو تو ہم چاہتے ہیں کسی کو معلوم کرائیں۔ زبان وحروف اور آواز کے محتاج ہوتے ہیں۔ تاکہ اپنے مقصد کو اسکی فہم میں پہونچائیں۔ اور حق تعالیٰ کو ان سب سے حاجت نہیں ہے جب کہ جو علم جس کو چاہے حروف واصورت کے بغیر اس میں حاضر کرے۔ جیسے کتب فی قلوبھم الایمان۔ وعلم بالقلم۔ الرحمٰن علم القرآن الی آخرہ جو کچھ علم ازلی سے ہے ہرگز انتہا کو علم ازلی میں دخل نہیں ہے لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا الخ

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود اپنا کلام اور اپنے مخلوقات کے کلام کو سنتا ہے ہمیشہ خواہ غیب میں خواہ شہادت میں۔ اس کمال کو

صفت سماع نام رکھتے ہیں۔ قطعہ

قطعہ حال ہر ممکنے بکتم عدم
بیند و دا ندوز نیش کم
گوشہ عدم کے ہر ممکن کا حال
بغیر کم و بیشی کے دیکھے اور جانے

وز سوال و طلب ہر آنچہ رود | بزبانش یگان یگان شنود
اور سوال مطلب سے جو کچھ بھی جاری ہے | ہر ایک زبان سے فرداً فرداً سنے

حاصل اس باب کا یہہ ہے کہ مبصرات کا ادراک (دریافت) اس کی صفت بصر سے اور مسموعات کے ادراک کو اس کی صفت سمع سمجھے سے

ہر یک از وصف سمع و وصف بصر | ہست جز علم معنے دگر
صفت سمع اور صفت بصر سے ہر ایک | سوائے علم کے اس کے دوسرے ہی معنی ہیں

حق کے مکنونات ظاہر کرنے کو اس کے کلام کی صفت کہیں سے

بیت حق تعالیٰ حقائق و اسرار | چو کند بر قابلان اظہار
حق تعالیٰ اپنے حقائق و اسرار | جب قابل افراد پر ظاہر کرے
صفتے را کہ ہست مبدء آں | کردہ نامش کلام اہل لسان
جو مبدا ہے اس صفت کا | اس کا نام متکلمین کلام رکھتے ہیں

یہہ مذکورہ سبع صفات (سات صفات کو امہات کہتے ہیں اور

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبۂ علم میں ہر کمال
وجود لیعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جان لیں کہ۔ عقائد شرعیہ میں لکھتے ہیں صفات
ما عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات، اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں۔ ۵

ہمہ پاکیزہ از شر و بری از شتیں   ہمہ با ذات او نہ غیر نہ عین

تمام برائیوں سے پاک اور ہر عیب سے بری   تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین

لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور تشریح اس بات کی ایسی کرتے ہیں
کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات
یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات
سے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات
جاننا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تعطیل ہے۔ اس بناء
بلکہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور
لیا گیا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ۔ تقدم ذات کو ہوئے (ذات مقدم ہے) اور
تاخیر صفات کو (لیعنی صفات موخر ہیں) لیعنی اول ذات اس کے
بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و تاخیر رتبی
ہے۔ (لیعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)

وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے اور صفات قائم بذات لیعنی
صفات کا قیام ذات سے ہوئے نہ اس کے برعکس۔

وجہہ سوم۔ یہ کہ صفات میں تعدد ہووے یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعداد ہووے) ذات کے مفہوم میں نہیں۔

وجہہ چہارم۔ یہ کہ ذات کو اثبت ہوئے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت واسم میں جو انا کی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔

وجہہ پنجم۔ یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر رہے سہ

ہر چند دلا نہاں و عیاں نیست غیر او

ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے اس کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں ست و نہ عیاں

اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں

اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرماتے ہیں مراتب ستہ کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس فہم کریں۔

وجہہ ششم یہ کہ ذات موجود وجودی ہے۔ اور صفات موجود ذہنی ہے۔

وجہہ ہفتم۔ یہ کہ ذات کو اجمال و تفصیل نہیں۔ اور صفات کو اجمال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات ہیں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تعطیل

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبۂ علم میں ہر کمال وجود یعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جان لیں کہ۔ عقائد شرعیہ میں لکھتے ہیں صفات نا عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات' اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں۔ ۵

ہمہ با ذاتہ او نہ غیر نہ عین | ہمہ پاکیزہ از شر و بری از شین
تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین | تمام برائیوں سے پاک اور ہر عیب سے بری

لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور تشریح اس بات کی ایسی کرتے ہیں کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات کے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات جاننا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تعطیل ہے۔ اس اثناء بلکہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور کیا گیا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ۔ تقدم ذات کو ہوئے (ذات مقدم ہے) اور تاخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و تاخیر رتبی ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)

وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے' اور صفات قائم بذات یعنی صفات کا قیام ذات سے ہوئے نہ اس کے برعکس۔

وجہہ سوم - یہ کہ صفات میں تعدد ہووے یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعداد ہووے) ذات کے مفہوم میں نہیں۔

وجہہ چہارم - یہ کہ ذات کو اثبات ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت واسم میں جو انا کی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔

وجہہ پنجم - یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر رہے ؎

ہر چند در نہاں وعیاں نیست غیر او
ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے اس کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں ہست ونہ عیاں
اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں

اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرمائے ہیں مراتب ستہ کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس فہم کریں۔

وجہہ ششم یہ کہ ذات موجود وجودی ہے۔ اور صفات موجود ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم - یہ کہ ذات کو اجمال وتفصیل نہیں۔ اور صفات کو اجمال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات ہیں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تعطیل

ہونے کی خبر دیتی ہے اس کے صفات اس سے پاک ہیں۔

اور دوسرا یہ جان لیں کہ اگر صفات کو غیر ذات (یعنی ذات کا غیر) جانیں فقط وہ واحد تعالیٰ کی ذات میں شریک لازم آئے تعالیٰ اللہ عن ذالک۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے بلکہ اولیٰ وہ ہے کہ ذات وصفات کو دو موجود ایک وجود سے کہیں یعنی ذات خود بخود موجود ہے اور صفات موجود ذات کے وجود سے کو ھذا عند المتکلمین اور ایسا ہی متکلمین کے نزدیک ہے جیسا کہ حکما کے نزدیک یہی عرض ومحل دو موجود ہیں ایک وجود محل سے پس وجود کی حیثیت سے صفات کی عینیت و ذات تعالیٰ سے ثابت و محقق ہوئی۔

قال المولوی جامی قدس سرہ۔ فرمایا مولوی جامی قدس سرہ نے اپنی سوانح میں۔

صفات غیر ذات ہیں مفہول وختم کی حیثیت سے۔ اور عین ذات ہیں وجود کی حیثیت سے اور تحقیق اور حصول ہے انتہاء لینے کا ملین جیسے کہ مجدد الف ثانی قدس سرہ صفات کو وجود زاید بر ذات فرمائے ہیں۔ یہ عقلی اور اعتباری ہے نہ نفس الامری اور حقیقی فہم کریں۔ اور کتاب عین المعانی میں فی شرح اسمائے ربانی میں لکھتے ہیں کہ صفات حق سبحانہٗ تعالیٰ متکلمین کے نزدیک نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ اور حکما کے نزدیک عین ذات

ہیں۔ اور اہل تصوف کے نزدیک اس اعتبار پر کہ عقل اس کی مدرک ہے۔ (مدرک دریافت طلب) غیر ذات ہے جو کہ وہ حاکم ہے تمیز کرنے پر ذات کے درمیان جو مراد ہے وجود مطلق سے اور درمیان صفات کے جو متعدد نسبتیں ہیں واقعی اعتبار اور نفس الامری میں ایک دوسرے کے عین ہیں۔ چونکہ صفت جو مراد تجلی وجود مطلق سے ہے مرتبہ ظہور میں تجلی خاص جو زاید بر ذات اس کے نہیں بلکہ اس کی عین ذات ہے۔ مثلاً عالم ذاتی ہے علم کی صفت کے اعتبار سے اور قادر ذاتی ہے صفت قدرت کے اعتبار سے اور شک نہیں ہے۔ چنانچہ ذات وصفات اپنے درمیان ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عین۔ ایسے ہی صفات اور اسماء اپنے درمیان بھی مفہوم و مظاہر کے انداز سے متغایر ہیں تغایر کلی کے ساتھ اور عین ہیں بہ غیب اصلی انتہا قال المتکلمون الصفات علی ثلثۃ اقسام حقیقۃ محضۃ کالسواد والبیاض والوجوب والحیواۃ وحقیقۃ ذات اضافۃ کالموقدرت واضافیہ محضہ کالمعیۃ والقبلیۃ و فی اعداد ھا از الصفات بحوذ فی الحوثالث مطلقاً انتہی

دوسرا جانئے کہ تعریف صفات ذاتی کی اوپر تحریر ہوئی اور صفات افعالی۔ اور حقائق الہٰی اور اسمائے کلی الہٰی اور مرتبہ وجوب اجمالی ان صفات کو کہتے ہیں کہ فعالی کے یعنی کنندگی (کرنے کی صفت)

اور تاثیر اس میں مدرک ہوتی ہے اور ان کا ظہور موقوف ہے اپنے مظاہر پر جیسا کہ خالقیت اور رزقیت اور احیاء و اماتت اور غفاریت اور ستاریت و قہاریت وغیرہ۔ اور صفات انفعالی۔ اور حقائق کیانی اور اسمائے کونی اور مرتبہ امکان اعیان ثابتہ وصور علمیہ ماہیات ممکنات اور ذات مخلوقات کو کہتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے علم قدیم کے مرتبہ میں جو واحد نہیں ہے۔ یہ سب شان انفعالی و تاثیر یعنی اثر قبول کرنے کی شان رکھتے ہیں جیسے کہ صفت معلومیہ اور مقدوریہ اور شان مخلوقیہ و مرزوقیہ و مغفوریۃ مستوریہ و مقہوریہ۔ اور لوگ زندہ ہونا وغیرہ یہ تمام مذکورات کو عالم غیب ہیں۔ شیونات ذاتیہ نام رکھتے ہیں۔ اور جام جہان نما میں کلی و اجمالی اعتبار سے صفات افعالی و اسماء اور حقائق الٰہی کو اٹھائیس قرار دیئے ہیں۔ اگرچہ مراتب تفصیل اور ان کی کثرت لاتعداد و لامحدود ہے وھی ھذا

وہ یہ ہیں الربیع الجامع اللطیف القوی المذل الرزاق العزیز الممیت الحی المحی القابض المتین المحصی المصور النور القاھر الحلیم المجیب المقتدر المغنی الشکور المحیط۔ الحکیم الظاھر الباطن الآخر الباعث البدیع۔ وصفات انفعالی و اکلئے حقائق کو جو اعیان ثابتہ ہیں مظہری حیثیت سے اسمائے کلی الٰہی کلیہ و اجمالی اعتبار سے بھی اٹھائیس مقرر کئے ہیں اگرچہ مراتب اور

ان کی کثرت اور تفصیل ان کی خط و احاطہ سے باہر اور قیاس و شمار سے بڑھ کر ہیں وہی بڑا دہ یہ ہیں ۔ عقل کل[۱] ، نفس کل[۲] ۔ صحت کل[۳] جوہر ۔ شکل کل ۔ عرش ۔ کرسی ۔ فلک البروج ۔ فلک منازل فلک زحل[۱۴] ، فلک مشتری[۱۵] ، فلک مریخ[۱۶] فلک شمس[۱۷] فلک زہرہ[۱۸] ، فلک عطارد[۱۹] ، فلک قمر[۲۰] ، کرۂ آتش[۲۳] ، کرہ ہوا[۳۴] کرۂ آب[۳۵] ، کرۂ خاک[۳۶] ۔ مرتبہ جماد[۳۷] ۔ مرتبہ غایت[۳۸] ، مرتبہ حیوان[۳۹] مرتبہ ملک ۔ مرتبہ جن ۔ مرتبہ انسان ۔ مرتبہ انسان کامل

دوسرا جانئے کہ شرح گلشن راز میں مظاہر و مجالی صفات انفعالی یعنی احکام آثار اعیانِ ثابتہ کو جو عالم شہادت میں قدرت کاملہ اور صنعت شاملہ سے حق سبحانہ تعالیٰ کے وجودِ خارجی پائے ہیں ۔ کلیت و اجمالی حیثیت سے چالیس مرتبہ وارد ہوئے جیساکہ اس دو بیت کی شرح میں فرمائے ہیں ۔

احد در میم احمد گشت ظاہر   دریں دورم اول عین آخر

احد اسم ذات ہے اسماء و صفات کے تعداد کی نفی کے اعتبار سے اور نسبت تعینات کی میم احمد میں صلی اللہ علیہ وسلم جو تعین محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ چونکہ امتیاز احمد کا احد سے بے میم کے ساتھ ہے جو مراد تعین اول سے یعنی نورِ محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو عقل کل اور قلم اعلیٰ بھی اس کو کہتے ہیں ۔

گشت ظاہر سے مراد احد کا مظہر حقیقی احمد ہے علیہ السلام اور

باقی مراتب موجودات کے حقیقت محمدی کے مظہر ہیں۔ اسی معنی پر ہے
جو عارفین فرمائے ہیں کہ حق تعالیٰ کو جیسا کہ موجودات میں سرایت
ہے انسانِ کامل کو بھی چاہیئے کہ موجودات کے تمام مراتب میں سرایت
ہوئے۔ کیونکہ کامل وہ شخص ہے جو اپنی خودی سے فانی اور حق کی
بقا سے باقی رہا ہو۔ یا میم احمدؐ اشارہ ہے موجودات کے دائرہ سے
جو کہ حقیقت محمدی کے مظاہر ہیں الصلوٰۃ والسلام ؎

دریں دور آمد اول عین آخر

یعنے دائرہ موجودات میں جو مذکور ہوا اول جو عقل کل ہے اس کا
عین آخر کہ انسان ہے ہوا۔ یعنے عقل کل کی حیثیت انسانِ
کامل کی صورت میں تمام ہوئی۔ اور مظہر و ظاہر ایک ہوا اور نقطۂ
آخر اول سے متصل ہوا (مل گیا)۔ اور تمام کمال انسانِ کامل
کے نمود میں واصل ہو کر ظہور میں آیا ؎

آں قطرہ کہ صد ہزار دریاست منم	میمے کہ در دو کون رابجاست منم
دروی ہمہ کتاب پیدا ستم	حرفے کہ بسر کہنہ او گر برسی

اور جب دعوت نبوت انبیاء علیہم السلام کا راستہ حضرت محمدی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے ختم پایا فرمائے ہیں
اور جب دعوت نبوت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک
سے ختم پایا فرمائے ہیں ؎

ز احمد تا احد یک میم فرق است	جہانے اندراں ایک میم غرق است
احمد سے احد تک ایک میم کا فرق ہے	ایک جہاں اُس ایک میم میں غرق ہے
حرف میم عدد میں چالیس ہیں احد مراتب	موجودات اگرچہ فرد فرد سے انحصار نہیں ہے

پس کلی رُو سے بھی چالیس ہیں۔ اور مجموعہ یہ چالیس مرتبہ کلی کا مجلی اور مظہر محمدی ہیں جو تعین اول اور عقل کل ہے۔ اور آنحضرت حقیقت کی حیثیت سے ظاہر اور تمام پر بھی امداد ہے اور میم احمد کو اسی بناء پر فرماتے ہیں کہ تمام مراتب کو بنیہ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجزاء تمام ظاہر کے باطن میں آنحضرت ہیں جن سے ظہور پائے۔

اور چالیس مراتب یہہ ہیں۔

عقل کل جس کو روح اعظم اور تعین اول اور ام الکتاب کہتے ہیں۔ نفس کل۔ کہ لوح محفوظ اور کتاب مبین اور طور کہتے ہیں۔ ھیولیٰ اھیا اور کتاب مسطور اور ورق منشور نام رکھتے ہیں۔ صحبت کلیہ۔ جو افعال اور اسماء و آثار کا امید ہے۔ فلک اطلس جو کہ عرش ہے کرسی جو ثوابت کا فلک ہے۔ ساتواں فلک۔ چھٹا فلک۔ پانچواں فلک۔ چوتھا فلک۔ تیسرا فلک۔ دوسرا فلک پہلا فلک۔ زحل جس کو کیوان بھی کہتے ہیں۔ مشتری جس کو برجیس بھی کہتے ہیں۔ مریخ جس کو بہرام بھی نام رکھتے ہیں۔ آفتاب جو کہ نیر اعظم ہے۔ ناہید جو زہرا ہے۔ تیر جو کہ عطارد ہے قمر جو کہ نیر اصغر ہے۔ حمل۔ ثور جوزا، سرطان، اسد سنبلہ۔ میزان، عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ کرہ نار۔ کرہ ہوا۔ کرہ آب۔ کرہ خاک۔ جمادات۔ نباتات حیوان۔ انسان۔ یعنی تمام ہوئی گلشن راز سے دو بیت کی شرح جو ان کے ناظم حضرت محمود شبستری ہیں قدس اللہ سرہ العزیز۔

کلمہ ۹

اللہ و رب

فی الفرق بین الوہیت والربُوبیّت = الوہیت اورربوبیت
بیان فرق کے بیان میں ربوبیت خدائی = اورربوبیت پرورش
پالنا۔ اللہ۔ خدا۔ اوررب پروردگار عام کے ۹ اور لفظ اللہ
ہے جوحق سبحانہ تعالیٰ کے سوا دوسرے پراس کا اطلاق ہوا اور نہیں
ثمن ورب عام ہے مثلی رجسم کے جیساکہ کہتے ہیں رب المال اور
لیت اوررسل جیسے۔ اور اصطلاح میں اہل نحو وغیرہ کے اللہ
اسم ہے خاص ذات حق کے لئے جو تمام صفات کا اور اسماء و
ل کا جامع ہووے۔ پس حق سبحانہ کو الوہیت کے مرتبہ کے اعتبار
یعنے تمام اسماء وصفات کی جامعیت اسم جامع کو اللہ کہتے
جیساکہ تعریف میں اسم جامع اللہ کے لکھتے ہیں۔ اللہ و
علیم خبا الذات واجب الوجود المتجمع لجمیع صفات کمال
ہیں یعنے اللہ نام ہے خاص اس کی ذات کے لئے جو خود بخود موجود ہو
ام صفات کامل کا جامع ہووے۔ اور صوفیا کی اصطلاح میں
ات حق سبحانہ کو مع صفات حقیقتہ محضہ وصفات ذاتیہ
ات افعالیہ وصفات انفعالیہ جو معلومات حق
میات خلق ہیں تفصیلاً اور تمیزاً مرتبہ الوہیت کہتے ہیں۔

الوہیت کے معنے اولی اور معنے ثانی کے درمیان اتنا کچھ فرق نہیں ہے اور خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ جو معنے میں اللہ کے فرماتے ہیں "اللہ عبارت عن الھویۃ" (ترجمہ اللہ مراد ہے مرتبہ وحدت ولاہوت سے) جیسے کہ اس کی تفصیل تحریر میں آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور لیکن مشہور معنی اِس جامع اللہ کے وہی ہیں جو اِس ورق میں مرقوم ہوئے۔ اور حضرت شیخ عبدالکریم الجیلی قدس سرہ نے معنے الوہیت وربوبیت کے رسالہ انسانِ کامل میں ایسے لکھتے ہیں کہ "الالوھیت تقتضی فناء العالم فی عین بقائہ وبقاء العالم فی عین فنائہ یعنے مرتبہ الوہیت اقتضا کرتا ہے (یہ چاہتا ہے) فنائے عالم کو عین بقائے عالم میں اور نیز چاہتا ہے بقائے عالم کو عین فنائے عالم میں فمن حیث تجلی الالوھیت لیس الا الحق وصورۃ الخلق۔ ترجمہ:۔ پس جہاں تجلی الوہیت کی نہیں ہے مگر حق یعنی حق ہی ہے اور صورت خلق کی۔ پس الوہیت کی تجلی کے اعتبار سے نہیں۔ مگر حق اور اس کے ظہور کی صورتِ خلق۔ و لیس الا الخلق ومعناہ الحق (یعنی) اور نہیں ہے مگر خلق اور باطنی معنے اس کے حق وربوبیت اتطلب بقا العالم بظہور اسماء الحق واوصافہ۔ اور ربوبیت طلب کرتی ہے بقائے عالم کو ظہور اسمائے حق اور اس کے اوصاف کے سبب سے فمن حیث تجلی الربوبیتہ خلق وحق لوجود الخلق ووجود الحق

ترجمہ:۔ پس جہاں تجلی کی ربوبیت خلق اور حق ہیں وجود خلق اور وجود حق سے پس مرتبہ ربوبیت تجلی اور ظہور کے اعتبار سے خارج میں خلق ہے وجود خلق سے اور حق ہے وجود حق سے۔ یہہ نقل کیا کتاب انسان کامل سے۔

کلمہ قول واقوال

ایک کامل جو فرماتے ہیں۔ انا اقل من ربی سنتین میں اپنے پروردگار سے دو سال کمتر ہوں۔ دو سال سے مراد۔ وجوب وجود۔ اور قدم قدم ہوگا یعنی حق سبحانہٗ تعالیٰ خود بخود موجود ہے اور اپنی موجودیت میں امر باید کا محتاج نہیں ہے۔ اور اسی معنے سے حق سبحانہ تعالیٰ کو واجب الوجود کہتے ہیں اور خدائی کے معنے بھی یہی ہیں یعنے خود آئندہ (خود آنے والا) یعنے خود بخود موجود ہونے والا۔ حاصل یہہ کہ میں جو عبد ہوں بخود موجود نہیں ہوں بلکہ حق کے حقیقی وجود سے موجود ہوں کہ وجود تا قیہ وقیام تابہ یعنی ہمارا وجود اور قیام اسی سے ہے۔ پس حق سبحانہٗ کی صفت ذاتیہ واجب الوجود ہے اور حقیقی صفت میری امکان ہے

عین ممکن بہ پیش چشم شہود نیست فی حد ذاتہ موجود

چشم شہود و مشاہدہ کی آنکھ یعنے اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک

عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت سے موجود نہیں ہے (عین ممکن اپنی ذات سے آپ موجود نہیں ہے) اور اس کا اسم واجب اور میرا نام ممکن اور مراد دو سال سے قدم ہووے یعنی حق تعالیٰ کی صفت حقیقت قدم ہے اور عبد کی صفت ذاتی حدوث یعنی بنا پیدا ہونا ہے۔

سوال:۔ اگر کہے کہ ذاتِ ممکن ذاتِ واجب کی طرح ازل سے اور بے جعل جاعل (بنانے والے کے بنائے بغیر) ہووے اگرچہ عالم شہادت میں حادث ہوئے سہ

تو گر علمی قدیم جستی چناں بود   دگر حادث بر آوردی سماں بود

تو جو علم قدم کو تلاش کرے وہ ایسا ہے   اور اگر حادث کو نکال دے تو وہی رہے

آیۂ کریمہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ۔ خلائق کے حقائق قدیم ہونے اور ممکنات کی ماہیات پر گویا ہے۔

جواب۔ میں کہتا ہوں ہاں اگرچہ ذات واجب تعالیٰ اور ذات ممکن ہر دو عالم غیب میں باہم اور بے جعل جاعل ہیں۔ لیکن تقدیم رتبی تقدم کا رتبہ خاص ذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور تاخیر رتبی یعنی تاخیر کا رتبہ خاص ذات ممکن کے لئے ہے اس بنا پر صفت قدیم مخصوص واجب تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے کہ کوئی قدم اس کی ذات کی قدامت کو نہ پہونچے پس اگر انسان کامل کہے کہ میں دو سال (یعنے دو صفت جو

واجب وجود اور قدیم ہووے) حق سبحانہ تعالیٰ سے کمتر ہوں
اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

کلمۂ ثبوتِ علم

فی بیان ھذا البیت۔ اس بیت کے بیان میں ۵

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال — کہ من از خدا بیش بودم دو سال

جانئے کہ یہ مشہور بیت سابق میں مذکورہ مقولہ سے زیادہ مشکل
ہووے۔ لیکن مقدور کے موافق اس کم ذہن کے قلب میں جو ہو
گزرے ان سطور میں ارقام ہوتا ہے جانئے کہ مرتبہ احدیت (اور
غیب ہویت منقطع الارشادات و مجہول النعت و لا تعین،
اور بطون کا باطن اور مطلق کا مطلق اور غیب الغیب اور
وراء الوراء ہے۔ اور تمام نسب اور نسبتوں اور مثالین اور اعتبارات
سے بالذات منزہ اور معرا و مقدس و مبرا ہے نہ کسی گفتگو اور
جستجو (تلاش) کو اس میں گنجائش اور نہ کوئی صاحب کمال لیجئے
نبی اور ولی کو اس سے فہم اور خیالیں اور اگرچہ فی نفس الامر (لیجئے
واقعیت میں) منشا کل ہے لیکن قطع نظر توجہ سے عالم ظہور
اور تنزل معنوی میں اس سے خموشی ہووے لیکن حکمات کی ذاتی
اور اشیاء کی حقیقتیں مرتبہ وحدت میں جو تعین اول ہے۔ فقط

اندماج (دخول) رکھتے ہیں اگرچہ تمیز علمی و عینی حق سے اور اپنے یک دوسرے سے تحقیق پائی نہ تھی جیسے کہ مولوی حاجی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

بود اعیانِ جہاں بے چند و چون — ز امتیاز علمی و عینی مصون

عالم کے اعیان حکمات چند و چوں تھے — علم و عینی امتیاز سے محفوظ تھا

بی بلوح علم شان نقش ثبوت — نے ز فیض خوان ہستی خوردہ قوت

صفحہ علم پر ان کے ثبوت کا کوئی نقش — نہ ہستی کے دستر خوان کے فیض سے غذا اٹھائے ہوئے

نی ز حق ممتاز و نی از یکدگر — غرقہ در دریائے وحدت سربسر

نہ حق سے امتیاز پائے اور آپس ایک دوسرے سے — دریائے وحدت میں سراسر غرق ہے

اسی معنے میں بھی سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔

بود اعیان با اسما و صفات — مندرج در نخست رتبہ ذات

اعیان اسماء و صفات کے ساتھ پہلے ہی — رتبہ ذات میں مندرج (آمیز) تھے

وحدت صرف و ہستی ساذج — بود این با ہمہ درو مدرج

صرف وحدت اور سادہ ہستی — یہ تمام اس میں لپٹے ہوئے تھے

اور مرتبۂ واحدیت میں جو تعین ثانی ہے — حق سے اور ایک دوسرے سے تمیز علمی پائی

حقائق الاشیاء یعنی اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں مرتبہ علم میں جیسا کہ سابقہ تین بیت کے بعد فرماتے ہیں ؎

ناگہاں در جنبش آمد بحر جود — جملہ را در خود ز خود با خود نمود

یکایک حرکت میں آیا دریائے جود سخا — تمام کو اپنے میں اپنے سے اپنے ساتھ نمود دیا

پس دو سال سے مراد مرتبہ وحدت اور واحدیت ہے۔ اور خدا کنایہ ہے۔ مرتبہ الہیت سے وہ مراد ہے دو قوس کے اور ایک برزخ ہو وے۔ ایک قوس وجوب یعنے حقائق اور اسمائے کلی الہی۔ دوسرا قوس امکانی یعنے حقائق و اسمائے کیانی کلی۔ جو ہر دو کو صفات افعالی اور صفات انفعالی بھی نام رکھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان برزخ حقیقت انسانی یعنے سبع صفات ذاتی ہے جو ان کو امہات بھی کہتے ہیں۔

حاصل کلام یہہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں یعنی ذات و حقیقت میری عالم غیب میں مرتبہ الہی سے پہلے ہے۔ جو مرتبہ وحدت میں مندرج یعنی لپٹی ہوئی تھی اور مرتبہ وحدت میں مندمج ملی ہوئی) تھی اور مرتبہ احدیت اور غیب ہویت میں زندانی تھی۔ اندراج۔ اندماج و استغفان میں فرق نہایت دقیق ہے پس سمجھو اس کو اور غور کرو۔

کلمہ[۱۲] ظہور اسم و حق

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے کتاب اسماء الاسرار میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی میں فرمائے ہیں کہ اللہ

مصدر موجودات (مصدر بمعنے جائے ورود اور جائے بازگشت)
اور اضداد کا مصدر ہے مبتداء اور منتہا یہ دونوں دلالت کرتے ہیں
ادتہ ھو یبدی و یعید) یعنی اپنے سے آپ پیدا کرے
اور اپنے میں باز گردانی کرے۔ اجمال سے تفصیل میں لائے اور پھر اجمال
میں لوٹائے جانے اس معنے کے متعلق علما بھی اسم اللہ کی تعریف
ایسی فرمائے ہیں کہ "اللہ" وہ علم ہے (یعنی علم و اسم جامد سے معرفہ
ہے جو کسی شخص یا شئے معین کا نام ہو۔ جامد وہ اسم ہے جو نہ کسی کلمہ سے
بنائے اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنے) ذات واجب الوجود کے لئے جو
جمع کرنے والا تمام صفات کمال کا ہے۔ پس اس معنے میں صفات
حق بھی اسی ذات کے ساتھ ملحوظ رہیں۔

دوسرے معنی حضرت بندہ نواز قدس سرہ سے اللہ عبادت
ہے ھویت سے پرے (ھویت۔ مرتبہ وحدت لاہوت ذات باری)
جانئے کہ اللہ اسم ذاتی ہے نہ اسم صفاتی۔ اگرچہ کہ ذات تمام
صفات وکمالات کا جامع ہوئے اور صفات کبھی ذات سے
منفک (جدا) نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن علم میں یعنے اسم ذات وصفات
ملحوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ "زید" تعین وتشخص ذاتی ایک مرد ہے
اور وہ اس کی ذات سے مخصوص ہے۔ اگرچہ زید کی ذات تمام صفات
وکمالات پہ یعنے حیات وعلم وارادات وقدرت وسمع وبصر وکلام
اور نقاشی اور کاتبی ومصوری ولوہاری ودرزی ودستاری وعمارت سازی

اور تجاری اور مثل اس کے موصوف ہے۔ لیکن اسم زید ذات زید کے لئے موضوع ہے فقط نہ اس کے مذکورہ صفات کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ اللہ علم یعنی اسم ذاتی ہے خاص حق سبحانہٗ تعالیٰ کا نہ اسم صفاتی اور افعالی قول قدس سرہ کا الرحمٰن الرحیم یہہ مشتق ہیں رحمت سے معنے میں العفو والعطف انتھی یعنی رحمٰن و رحیم ہر دو اسم مشتق ہیں رحمت سے معنے میں مہربانی اور بخشائش کے الرحمٰن بالتوقی۔ توقی تحت میں کسی سے دوستی رکھنا اور کسی دوسرے کے کام کے لئے خود آمادہ ہونا ہووے۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوست رکھ کر پیدا کیا اور ان کے کام کے لئے یعنی ان کے دنیا و آخرت کے امور کے لئے آمادہ ہوا۔

گویا کہ یہ دوستی رکھنا اور ان کے کاموں کا متولی ہونا اپنا اسما کمالات کے ظہور کا باعث اور دوسری حکمتیں اور مصلحتیں جو وہ تعالیٰ جانتا ہے ہوا کریں گے الرحیم بالتسلی۔ رحم تسلی کے لئے اور یہاں تسلی ہے جو خود فرمایا اللہ لطیف لعبادہ اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر لاتقنطو من رحمت اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا اللہ کی رحمت سے ناامید مت رہو تحقیق اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کو سبقت رحمتی علی غضبی (اور سبقت کرتی ہے میری رحمت میرے غضب پر) دالضا فی الحدیث القدسی انا عند ظن عبدی بی فلیظن کیف

لیشاء (میں اپنے بندے کے ظن کے قریب ہوں وہ میرے لئے گمان کرتا ہے جیسے وہ چاہے۔

وایضاً حدیث من علم ان لہ ربا ذا قدرۃ علی مغفرۃ الذنوب غفرت لہ ولا اُبالی وفی روایۃ غفرت لہ وان لم یستغفر ولا یغنی منع الایمان شئی ومن قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ والکریم۔ اذا وعد وفا با مثال الیہ اور اس جیسے جو تمام دلالت کرتے ہیں مومنوں کی تسلی اور تشفی پر رکھتے ہیں۔

الرحمٰن بالتجلی یعنے ظہور حق کے اعتبارات سے حکمات کی صورت میں جو رحمت عام ہوئے اس کو رحمٰن کہتے ہیں۔

والرحیم بالتحلی۔ اس حیثیت سے کہ خالی بنایا حق تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کے اسرار والصار کو اپنے ماسواء کے وجود موہوم جاننے اور دیکھنے سے جو رحمت خاص ہی ہے اس کو رحیم جانتے ہیں۔

الرحمٰن بالتخلی۔ خصوصاً خلائق کو زیور بنانے کا اعتبار یعنے ان کے ظاہر کو آراستہ کرنا اس سے مراد ہے ترکیب وترتیب اور موافق بنانا قلوب اور اجسام اور تصویر اور شکل وصور قوتوں کو ان کے جو ہیں اس کو رحمٰن کہتے ہیں۔

والرحیم بالتحلی۔ ذلی نعمت میں سخت نزدیک

ہوتا ہے۔ (نہایت نزدیک ہونا) یعنے جبکہ باری تعالیٰ خصوصاً عارفانِ آگاہ کو شغلِ ماسوا سے باز رکھنے اور کمال لطف اور عنایت کے ساتھ بارگاہِ قرب اور اپنے حضور میں لیوے اس کو رحم نام رکھتے ہیں ۔ ع

قربِ عشق و وحی جو بند ایں کرام

یہ بزرگوار عشق اور وحی کی قربیت تلاش کرتے ہیں

الرحمٰن بالشکل ۔ جسم عنصری کی کثیف مادی ہیئت کی تشبیہ و تشکل کے اعتبار سے اس کو رحمٰن کہیں ۔

والرحیم بالمثل ۔ تجلی و ملبوس بلباس اور صورت جد لطیف مثالی و روحانی حیثیت سے اس کو رحیم جانئے ۔

الرحمٰن بالقربت = رحمٰن قربیت کے ساتھ ۔ یعنی زیادہ قریب اور قریب سے قریب تر ہونا باری تعالیٰ کا اپنے بندوں سے جو اذا سالک عبادی عنی فانی قریب ۔

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔

ونحن اقرب الیہ منکم اور مثل اس کے اس کا بیان کرتا ہے اس قربیت کے اعتبار سے وہ رحمٰن ہے ۔

قربِ حق و رزق بر خلق است عام

حق کا قرب اور رزق خلق پر عام ہے

والرحیم بالوحدت ۔ تعلیم اور تفہیم کی حیثیت سے

مثلہ وحدت وجودی علم الیقین کے ساتھ باتیاد اعطاء (دنیا اور عطا کرنا)
مرتبہ وحدت شہودی عین الیقین کے ساتھ رحیم ہوئے۔
الرحمٰن بالایصال ۔ یعنی پہونچانیکا اعتبار متحدوں کو
مرتبہ کمالی ظاہری پر مثلاً نطفہ سے علقہ کو اور علقہ سے مضغہ کو اور
مضغہ سے عظام ہڈیوں کو اور عظام سے لباس لحم کو اور بعد اس کے پھونکے
اپنی روح کو اور اس سے طفلی کو اور طفلی سے کودکی اور اس سے عقل بلوغ
اور جوانی اور اس سے کہلی پیا ادھڑ پن) اور اس سے پیری (بوڑھاپا) کو
الیٰ ماشاء اللہ رحمٰن ہے۔
والرحیم بالاتصال ۔ اور رحیم اتصال کے ساتھ کہ الا
تحاد حال " لا یعبر ملبسات المقال اتحاد وہ حال ہے
زبان گویا سے اس کی تعبیر بیان نہیں ہوتی یعنی زبان مرشد کے بیان
پہرہے سے

اتصالی بے تکلیف بے قیاس ۔۔۔ ہست رب الناس را با جان ناس
اتصال چگونگی اور قیاس واندازہ سے باہر ہے ۔۔۔ انسان کے رب کو ان کی جان کے ساتھ اتصال ہے

اس سے اشارہ ہے اور لغت میں اتصال پیوستن یعنی ملنا ہوئے ۔
اور یہاں مراد انفصال دہندہ از غیر خود یعنے جدائی دینے والا اپنے
غیر سے اور اتصال بخشنے والا اپنے میں ہووے اصطلاحی رو سے سے

وصال اینجا بیک رفع خیال است ۔۔۔ جو غیر از پیش برخیزد وصال است
وصال یہاں مرتبہ ہی کہ ایک خیال کو اٹھانا ہے ۔۔۔ جب غیر اپنے سامنے (یعنے اپنے خیال سے)

ہٹ جائے وہی وصال ہے۔ خواہ علم کی رُو سے خواہ حال کی رو سے فنا تی و تحمل۔ پس غور کریں اور عمل کریں۔

۱۳ تکملہ شراب سلوک

در معنے بیت لسانی روز واحد بے اینباز خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہٗ

روز دار زبان وہ یکتا جس کا کوئی ثانی نہیں یعنے خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہٗ کی بیت کے معنے میں ؎

نگویمت کہ ہمہ سال می پرستی کن ... سہ ماہ می خور و نہ ماہ پارسا می باش

ترجمہ: میں تجھ سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ سال بھر شراب نوشی کیا کر ... تین ماہ شراب پی اور نو ماہ پارسا بنے رہ

جاننے کہ شراب خواری مستی و سرشاری کا باعث ہے اور پارسائی ہوشیاری و خبرداری سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس مقام پر تین ماہ شراب خواری سے کنایہ تین فنا حاصل کرنا ہوئے۔ فنا فی الشیخ[۱]۔ فنا فی الرسول[۲]۔ فنا فی اللہ[۳] علمی و حالی رُو سے اور نو ماہ سے اشارہ ہے نو بطون سے تین مرتبہ داخلی شیخ اور تین مرتبہ داخلی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تین مرتبہ داخلی حق سبحانہٗ تعالیٰ اور پارسا بنا اس سے مراد حفظ مراتب ہے۔ اثبات وحدت الوجود کے باوجود جو محققین کا دستور ہے۔ یعنے میں نہیں کہتا ہوں کہ تو تمام سال یعنی تمام عمر محویت فنا میں فقط صرف کر بلکہ اول فنا کو جو تین مرتبہ سے

زیادہ نہیں ہے علماً یا حالاً حاصل کر اس لئے کہ ؎

ہیچ کس را تا نگردد او فنا   نیست رہ در بارگاہ کبریا

(خواہ کوئی شخص بھی جب تک وہ فنا نہ ہو بارگاہ کبریا میں
(پہنچنے کے لئے اس کو راستہ نہیں ہے)

اس کے بعد مرتبہ لقا باللہ جو محو کے بعد صحو یعنے گم دمستی کے بعد ہوشیاری ہے فائز ہو کر اس کے نتیجہ وہ ثمر کو پہنچ ولطون کے بہر کنوں (خفیہ راز) کو جیسے کہ چاہئے پائے اور حفظ مراتب کو یعنے خلق کو داخل حق اور حق کو داخل بلکہ درجان ذات حق کے (جو صرف وجود اور ہستی محبت ہے) اور درمیان ذوات ممکنات کے (جو لا موجود اور لا معدوم ہو وصل) باوجود اس کے کہ حق کے جملہ مراتب داخل حق سے ہیں غیریت حقیقی اور عینیت مجازی میان عینیت مجازی اور وہ عینیت حقیقی لغوی اور غیریت مجازی اس کے اور اس کے درمیان توحید وجودی کے باوجود اپنے ذاتی عبدیت کے مرتبہ کو ثابت رکھ کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول رہ ۔ مقید اور مطلق (دونو حیثیت سے) جو پارسائی اور پرہیزگاری بھی یہی ہے ۔ اور صحو اور ہوشیاری سے تعلق رکھنے نہ مستی و بے خودی سر شاری سے واللہ الموفق واللہ توفیق دے ۔

کلمۂ[۱۴] علمی حق

مثنوی شریف کے ایک بیت کے (جو مشہور و معروف ہے) معنے یہ ہیں

علم حق در علم صوفی گم شود | این سخن کئی باور مردم شود
حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جائے | اس بات کا لوگوں کو یقین کب آئے

جاننے کہ علم حق سے مراد ترکیب اضافی کے اعتبار سے علم شریعت ہووے اس لئے کہ ملت بیضا (روشن مذہب) کا بنانے والا اور بہترین شریعت کا جاری کرنے والا حقیقت میں مولیٰ تعالیٰ ہے۔ یا علم حق علم شریعت ہووے ترکیب و توصیفی حیثیت سے درست اور صحیح کے معنے میں جو ضد ہے باطل کا (جو جھوٹ اور بے اصل ہے) "الاسلام حق" والکفر باطل (اسلام حق اور سچ اور کفر جھوٹ ہے دلیل یہ ہے کہ یہہ علم یعنے علم شریعت جو مذکور ہوا۔ غیر و غیریت کثرت دوئی اور ہمہ از دوست کو لازم قرار دیتا ہے یعنے اثبات وجود دو وجوہ سے کرتا ہے ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود سے

ماحصلش وحدت مقید دان | اس کا حاصل وحدت مقید جان

اور اگر علم صوفی سے مراد علم حقیقت ہووے | اگرچہ علم حقیقت بھی بے شک و شبہہ

علم عالم الغیب والشہادت ہی ہے مذکورہ معنوں کے ساتھ لیکن صوفی سے اس کی نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ وہ نہایت گہری محبت

اور اشتیاق اور نہایت کوشاں اور اسی تصور میں غرق ہو کر اس کے تحصیل اور تکمیل اور تحقیق اور نکتہ رسی میں اپنی توجہ کو مصروف رکھ کر جب تک زندہ رہے تعلیم اور تلقین طالبوں کی کرتا رہے۔ اور علم شریعت اور اس پر عمل دل وجان سے تا لج مجتہدان الشکر اللہ سعیھم بنا رہے اور یہ علم یعنی علم حقیقت جو تحریر میں آیا ہے وحدت و یگانگی و عینیت اور ہمہ اوست کا مقتضی رہے یعنی ایک وجود کا اثبات دو ذات میں کرے یا اثبات دو موجود کرتا ہے ایک وجود سے ؎

وحدت مطلقہ است حاصل آں

اس کا حاصل وحدت مطلقہ جانئے۔

پس فرماتے ہیں کہ علم حق یعنی علم شریعت جو غیریت و بیگانگی کا مقتضی ہے صوفی کے علم میں (یعنی علم حقیقت جو کہ وحدت و یگانگی کو لازم قرار دیتا ہے گم ہووے یعنی چاہیئے کہ مغلوب و مستغرق ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک مرتبۂ وحدت وجودی یا توحید شہودی پر فائز ہووے۔ یعنی اتنیک وہ علم بیگانگی جس کو فرق کہتے ہیں غالب تھا اور علم یگانگی جس کو جمع کہتے ہیں مغلوب ، الحال چاہیئے کہ راہِ مولیٰ کے سالک جہد کامل اور مرغوب کوشش کے ساتھ دعویٰ کرے کہ علم بیگانگی گم ہو یعنی مغلوب ہو جائے اور علم یگانگی غالب رہے تاکہ مرتبۂ جمع حاصل آوئے اور بعد اس کے مقام جمع الجمع پر پہونچے جو اوس سے اعلیٰ ہے پس فہم کریں اور اجمال و تو صل میں غور کریں۔

فرق چہ بود عین غیر انگاشتن
فرق کیا ہے عین کو غیر سمجھنا
جمع غیرش را علام بندر شتن
جمع وہ ہے کہ اس کے غیر کو علام جاننا

صاحب تقلید اہل فرق دان
اہل فرق کو صاحب تقلید جان
کو ندید از حق دریں عالم نشان
کیونکہ وہ نہیں دیکھتا ہے حق تعالیٰ کی کوئی نشانی اس عالم میں

ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیر
جو شخص یہ کہے کل کوئی غیر نہیں ہے
در یقین او ہست مسجد عین دیر
اسکے یقین میں مسجد عین دیر (اور دیر عین مسجد ہے)

صاحب جمع است پیش نیست فرق
جو صاحب جمع ہیں انکے پاس کوئی فرق نہیں ہے
جان او در بحر وحدت گشتہ غرق
ان کی روح بحر وحدت میں غرق ہو گئی ہے

جمع جمع است آنکہ بیند حق عیان
جمع الجمع وہ ہے کہ حق کو عیاں دیکھے
در مرایائے ہمہ فاش و نہان
تمام آئینوں میں ظاہر اور باطن

صاحب این مرتبہ کامل بود
اس مرتبہ کے رکھنے والے کامل ہوویں
زانکہ این آن ہر دو را شامل بود
اسلئے کہ یہ اور وہ افرق و جمع دونوں کو شامل ہووے

اور اسی معنے میں مولف کی ہے۔

غزل

جمع سنگ و فرق در رنگ زجاج
پتھر اور شیشہ کے رنگ میں جمع اور فرق کرنا
تو چہ دانی یافتن اے ذو المحاج
اس تفصیل کو تو کیا جانے اے حجت طلب کرنے والے

جمع ۔ جمع آمد صراط مستقیم

جمع ۔ جمع یہہ صراط مستقیم ہے

داں یکے بے دیگرے بار عوجاج

اُن سے ایک بجز دوسرے کے ٹیڑھی رہے

شہر زہ شیر بیشہ وحدت بود

وحدت کے صحرا شیر شہر زادہ ہوئے

عارف و ما دون حق پیش زجاج

عارف وہ ہے جس کے آگے سوا حق کے سب شیشہ و کانچ ہے

مردہ دل را زندہ سازد صحبتش

اس کی صحبت مردہ دل کو زندہ بنائے

جوزہ از بیضہ برون آرد وجاج

جیسے کہ مرغ بیضہ (انڈا سے) جوزہ کو نکالے

تا نگردد سقمت از صحت بدل

جب تک تیری بیماری صحت سے بدل نہ ہو

عذب را کی باز یابی از اجاج

خوشگوار لذت کب پاوے تو تلخ ذائقہ سے

کی کنی نظارہ شہرستان دل

دل کے شہرستان کا نظارہ تو کب کر سکے

از ہوا انگیختی گرد عجاج

ہوا و ہوس کے گرد و غبار اس کے اطراف تو نے اٹھوا لیا ہے

ہیں میرا راز خود بخود دیگر مگر در
جہد کرز کال اپنے سے آپ دوسرے کا دست نگر مت ہیں

بچوں بہ پستان و دھان شیر و مجاج
جتنے پستان و دھان سے دودھ اور اس کا لعاب

اقرب طرق است مسلک شاہ میر
سب سے قریب کا راستہ ہے طریقہ شاہ میر کا

کش آمده گرچه لا تحصیٰ فجاج
انکے طرف آیا ہے اگرچہ توان دوستوں کو شمار نہیں کر سکتا ہے

گو کما لا بہر ایقا خط بنام
کہدے اے کمال نیندوں کے بیدار کرنے کے لئے

گرچہ کشف نیست بہ غیر احتجاج
اگرچہ کہ تیرے انکشافات غیروں کے لئے حجت نہ ہو

کلمہ ۱۵ راز عشق

(ابیات)

در میان معنے ابیات نزہت الارواح
نزہت الارواح کے ابیات کے بیان میں

عشق را بو حنیفہ درس نگفت
عشق کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ درس نہیں فرمائے
شافعی را از و روایت نیست
حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے کوئی روایت نہیں ہے
حنبلی از ہر عشق بے خبر است
حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ ا را عشق سے بے خبر ہیں
مالکی را درز و درایت نیست
حضرت امام مالکی رحمتہ اللہ علیہ کو اس میں کوئی سمجھ نہیں ہے
عشق را بو حنیفہ درس نہ گفت
عشق کو حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ درس نہیں فرمائے

یعنے اس کی تعلیم نہیں دیئے درس فرمانے سے مراد ظاہر کرنا ہے یعنے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ عشق کو ظاہر اور بیان نہیں فرمائے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے

من عشق وکتم وعف ومات فھو شہید
یعنے کہ عاشق ہوا اور عشق کو پوشیدہ رکھا اور پرہیز گاری کی اور مر گیا پس وہ شہید ہے۔

یہہ نہیں کہ وہ رضی اللہ عنہ تو ﷲ تعالیٰ کے عشق و محبت سے خالی تھے حاشا ثم حاشا یہہ ہرگز نہیں پناہ خدا بلکہ حوصلہ فراخ رکھتے تھے کہ اتنا کہ عشق کی پوشیدگی اس سے

واقع ہوئی۔ جیسا کہ حکایتِ منصور اور اس کی بہن قدس سرہ کی مشہور اور معروف ہے مذکور مدعا پر دلیل قاطع اور حجت بلند اور روشن ہے ؎

حافظا طریقِ رندی از محتسب بیاموز　　مست است در حق او کس این گمان ندارد

اے حافظ تو رندانہ طریق منصف سے سیکھ　　وہ خود شراب سے مست ہے

اس کے حق میں کوئی یہ گمان نہیں کرتا ہے　　یعنے وہ اپنے متوالا پن کو ظاہر ہونے نہیں دیتا ہے

مردان رہِ عشق میل بہ ہستی نکنند　　خود بین و خویش پرستی نہ کنند

راہِ توحید ۔یعنی راہ عشق کے مرد اپنی ہستی کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں یعنی خود بینی اور خود ستائی (اپنی تعریف آپ ہی کر لینا) نہیں کرتے ہیں ؎

آن دم کہ شراب شوق گیرند بکف　　خمخانہ تہی کنند و مستی نکنند

جس وقت کہ وہ شراب شوق (یعنی شراب عشق کو ہاتھ میں لے لیتے (مقام عشق میں آجاتے ہیں) کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں تو شراب خانہ خالی کر دیتے ہیں مستی یعنی نشے کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

شافعی از و روایت نیست ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے کوئی روایت نہیں ہے ۔ روایت کرنے سے مراد ظاہر اور آشکارا کرنا ہے پس جو چیز کہ مخفی رکھنا اس کا نیک اور مناسب ہے ۔ درس کہنا یعنی ظاہر کرنا اور بیان کرنا اس کا زبون اور برا ہوگا مگر حالتِ سکر اور غلبۂ استغراق میں کہ ان اللہ لا یواخذ العشاق بما صدر منہم (تحقیق اللہ تعالیٰ عاشقوں سے جو صادر ہوتا ہے (یعنی غلطی) اس کا مواخذہ نہیں کرتا ہے۔

ہرچہ از دیوانہ آید در وجود عفو فرمایند از دیوانہ زود

جو کچھ غلطی دیوانہ سے ظاہر ہوتی ہے اس دیوانہ سے وہ غلطی کو فوراً معاف کردیتے ہیں اور باوجود اس کے مشفقانہ خطاب اور کریمانہ عنایت سے اس کو سرفراز فرماتا ہے ؎

خوردی می ما از جام لیلیٰ خواندی ما را بنام لیلیٰ

جو شراب کہ تو نے پی ہے وہ ہماری اور پیالہ لیلیٰ کا جو لیلیٰ کے نام سے پکارا ہے وہ ہم ہی کو پکارا ہے۔ پس ختم کریں ؎

حنبل از سِرِ عشق بے خبر است

حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ عشق کے راز سے بے خبر ہیں یعنی حضرت امام احمد حنبل قدس سرہ ہمیشہ سے حق تعالیٰ عزوجل کے سوائے عشق میں ہمیشہ مست اور بے خبر اپنے اور اپنے غیر سے رہے ہیں ؎

نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سو بے خبری رہی

مالکی را درروایت نیست ۔ حضرت امام مالک قدس سرہ کو اس میں سمجھ نہیں ہے۔ درایت ۔ لغت میں دانائی ہے ؎

جو عشق آمد از عقل دیگر گوی کہ در دست چوگان اسیرست گوی

جب عشق دلدار ہو تو عقل کی باتوں سے کچھ کہنا کیسے جیسا کہ چوگان کے قبضہ میں گیند اسیر ہے اس کو جیسا چاہے اور جدھر چاہے اڑا سکتا ہے اور گیند اوس سے بے خبر ہے۔ پس عشق و محبت میں عقل و دانش کا دخل نہ ہو۔

اگر تو کہے کہ عقل و دانائی فہم و سمجھ و اجتہاد (غور و فکر) و توحید دلی کے

قطع نظر دین اسلام کے قواعد و احکام میں یہ بات پیدا کرنا عقائد و فقہ کے مسائل سے استخراج کر کے اور کلام ذو الجلال و الاکرام اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ضمن سے کیوں درست ہوئے۔

میں کہتا ہوں، یہ لوگ یعنی مجتہدان شکر اللہ علیہم علم و تدبیر کی استواری و کفایت اور ملت بیضا کے اوامر کو رواج دینا اور ہر لعنت آدمی کے احکام کو جاری کرنے میں درجہ کامل مرتبۂ اتم رکھتے تھے۔ لیکن مسئلہ عشق و محبت کو اپنانے میں درایت و روایت سے فارغ رہتے تھے۔

بو العجب سورتست سوا عشق — چار مصحف درو ایک آیت نیست

سورہ عشق ایک عجیب سورت ہے — چار مصحف بھی اسکے مقابل میں ایک آیت کی مقدار نہیں ہیں

یہ کیا بات ہے کہ ایک آیت بلکہ چاروں مصحف اس میں یعنی بیان عشق میں ہے یا اس کے معنی یہ ہو دیں کہ یہ عشق کا سورہ عجیب طویل وعظیم ہے کہ چاروں مصحف اس میں ایک آیت کی مقدار میں بھی نہیں ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

ہم جو اگر تحریر شدہ ابیات سے مذکورہ معنی کے خلاف مراد نہیں اور کہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ و احمد رضی اللہ عنہم خدائے عز و جل کے عشق و محبت سے خالی تھیں، تو ان ہدایت مآب مجتہدین کی جانب میں بے ادبی و گستاخی ہے اور عیب و نقص ان کے تابعین

میں بھی جو کہ نہایت وکمال والے اور امت کے خاص افراد میں سے ہیں عائد ہوئے۔

نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد الفاسد والزعم انکاسد۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ایسے فاسد عقیدت اور کھوٹے قول وگمان سے۔

۱۷
کلمہ مرج البحرین (ستگم)

روشن ضمیر آئینہ صفت صافی دلوں، روشن نفس وسخن فہموں معنی تک پہونچنے والوں پہ پوشیدہ نہ رہے کہ ایک وقت میں اس عاجز وقاصر کے قلب میں مختصر نکتہ مبارک ولطف معنی متحمل موزوں کے ساتھ بطور واردات خطرہ پیدا ہوا۔ جب غور دگہرائی کے ساتھ ملاحظہ کیا (بمصداق خیر الکلام ما قل ودل ولو طیل)

بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور تدلل ہو۔ اور اگر لکھا ہوا نہ ہو۔ تمام جوامع الکلم سے تصور کیا نہیں جاتا ہے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	ہر چہ استاد ازل گفت بگو می گویم
آئینہ کے پیچھے طوطی کے مانند مجھے رکھتے ہوئے ہیں	جو کچھ استاد ازل نے کہا کہ کہہ وہی کہتا ہوں

اور وہ یہہ ہے کہ حق ظاہر بصورت حقیقی اشیاء وہ اشیاء موجود بوجود حقیقی

حق تعالیٰ یعنی حق اشیاء کی حقیقی صورت سے ظاہر ہے۔ اور اشیاء
حق تعالیٰ کے وجود حقیقی سے موجود ہیں گویا یہ کہ کلام انتہائی صداقت
والا خبر واطلاع دینے والا تنزیہہ و تشبیہہ و عین و غیر کے مرتبے
سے اور وحدت الوجود کی تحقیق اور حقیقتوں اور ذاتوں کا ثبوت
معنیٰ و مقتضی ہوئے۔ جو مرج البحرین مراد اسی سے ہے۔ اور ہمہ
از وست کا حاصل اور ہمہ اوست کا شامل جو ایمان شرعی اور اسلام حقیقی
اشارہ اسی پر ہے بلکہ اگر انصاف اور تمیز کو عمل میں لائے۔ اور تعصب
عیب گیری کے دائرہ سے نکل آوے تو کہے کہ تمام مسائل عقائد کے لئے یہ کتاب
(کتاب حقائق ودقائق کے لئے انتہا کافی) ہے جو اس باب میں ہے۔
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ جس نے اس کی اتباع
کی ہدایت پائی۔

۱۷ کلمہ حق شناسی

فی معنیٰ ہذا البیت۔ اس بیت کے معنیٰ میں

خوش گفت در بیابان زاہد دہان بیند — عارف خدا نہ دارد کو نیست آفریدہ

اچھا کہا ہے ایک بچہ پھٹے منہ نے جنگل میں — خدا عارف نہیں رکھتا ہے کیونکہ وہ پیدا نہیں کیا ہے

جاننا چاہئے کہ عارف خدا نہ دارد میں تعقید لفظی واقع ہوئی ہے (تعقید تقدیم و
تاخیر لفظی یعنی لفظ کو اول یا آخر استعمال کرنا) یعنی خدا عارف نہ دارد۔

خدا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی خدائے تعالیٰ اپنے سوا اپنا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی نہیں پیدا کیا ہے۔ لاتعریف اللہ الا اللہ۔ یعنی خدا کو نہیں پہچانتا ہے۔ سوائے خدا کے۔ نہیں پہچانتا ہے خدا کو سوا خدا کے ؎

عارفِ خودست وخود معروف واصفِ خود خواست وخود موصوف

ترجمہ:۔ اپنا عارف خود ہی ہے اور خود ہی معروف۔ عارف پہچاننے والا۔ معروف پہچانا جانے والا = اپنا واصف خود ہی ہے اور خود ہی موصوف۔ واصف تعریف کرنے والا موصوف تعریف کیا جانے والا۔

اگر کہے کہ یہ بات کچھ معنی نہیں رکھتی ہے۔ اس لئے کہ بارگاہ والا کے واصلان یعنی مولیٰ تعالیٰ کی حضوری کے عارفین اکثر من یحصی دیکھی۔ تعداد اور حد سے زیادہ ہیں میں کہتا ہوں با قضائے مطلب عرفت ربی بربی میں نے پہچانا میرے رب کو میرے رب سے تمام عارفین حق کو حق سے پہچانتے ہیں نہ از خود جیسے کہ خوا شمند کے نور کو خود سے دیکھے ہیں نہ کسی دوسری چیز سے اس لئے کہ نورٌ ظاھرٌ بنفسہٖ ومظھرٌ لغیرہ نور اپنے نفس سے ظاہر ہے اور اپنے غیر کو ظاہر کرتا ہے۔ ہوئے مثنوی

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلت باید از وئے رومتاب

آفتاب خود آفتاب کی دلیل ہے اس کے ثبوت کے لئے دوسری تمثیل ہے ہی نہیں

اگر تو اس کی دلیل چاہتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو۔ دوسرا ثبوت تلاش مت کر۔

گلشن راز ؟

زہے نادان کہ او خورشید تاباں — بنورِ شمع جوید در بیاباں

وہ عجیب نادان ہے جو چمکدار سورج کو — شمع کی روشنی سے صحرا میں تلاش کر رہا ہے

پس محقق ہوا جو کہ حقیقت میں حق تعالیٰ کو حق کی دانائی سے جانتا ہے اور اس کو اسی کی شناسائی سے پہچانتا ہے۔ بلکہ حق ہے جو اپنے کو ہر مرتبہ میں تنزیہہ اور تشبیہ سے اپنی جانتا ہے اور خود ہی پہچانتا ہے اس مرتبہ کے اقتضائے کے مطابق نہ کوئی حق کا غیر اس لئے کہ صفات کمال کا جاننے والا وجود مطلق ہے جو کہ حق کی حقیقت ہے خواہ مرتبۂ وجود میں یا مرتبہ امکان میں۔ یہ صفات عبد سے نہیں جو بالذات عدم ہو وے اور اس کے ذاتی صفات نقصانات ان تمام سے ہیں اور جہل و نادانی پس فہم کریں۔

"دنیست آفریدہ" یعنی ایسا عارف جو حق کو ایسے پہچانتا ہے نہ حق سے یہ پیدا ہوا نہیں ہے یعنی یہ معدوم مطلق ہے۔

اور پہلا مصرعہ تو خلاصہ ہے اور شرح سے بے نیاز ہے

دوسرے معنی یہہ ہیں کہ ع

عارف حزانہ دارد

خدائے تعالیٰ اپنے آپ عارف دوسرے کے جیسا نہیں ہے

یعنی دوسرے کا عارف ہونا محدود ہے) چنانچہ مثلاً عام لوگ آسمان یا دریا کو تو جانتے اور پہچانتے ہیں طاقت بشری کی مقدار پر لیکن جیسا کہ آسمان یا دریا اپنے آپ کو آپ جانتے اور پہچانتے ہیں بساطت و اطلاق یعنی پھیلاو اور کشادگی وغیرہ آدمیوں سے کوئی پہچانتے نہیں ہیں۔ ایسا ہی کوئی عارف حق کو حق کے جیسا جو کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے جانتا اور پہچانتا ہے پیدا ہوا نہیں ہے۔ یعنی معدوم محض ہے فافہم اعلم پس فہم کرو اور سمجھو۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	از ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
اے اللہ العالمین تو پاک ہے بیدار تصور اندازہ	اور گمان وہم سے اور اس سے جو کچھ کہ کہے میں ہم سنا اور پڑھا
مجلس تمام گشت بپایاں رسید عمر	ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم
مجلس برخواست ہوگئی اور آتہا کو پہونچی عمر	اور ہم ابھی تیری پہلی ہی وصف یعنی تعریف میں

یعنی ہم تمام عمر تیری تعریف کرتے کرتے عمر ختم ہوا ہے ابھی تیرا پہلا بھی وصف بیان کرنے میں رہ گئے ہیں۔

۱۸

کلمہ مستقل وجود

فی الغوثیہ۔ قال لی یا غوث اعظم لیس لصاحب العلم عندی سبیل الا بعد انکارہ (فرمایا خدائے تعالیٰ۔ اے غوث اعظم اہل علم کے لئے میرے تک کوئی

راستہ نہیں ہے مگر اس کے انکار کے بعد) اس قاصر و کوتاہ فہم کے خاطر میں گزرتا ہے یہ کہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ علم سے مراد یہاں علم خودی ہے۔ نہ علم حق سبحانہ لیعنی صاحب علم ظاہری جانتا ہے کہ میں موجود ہوں اپنے وجود سے۔ اور حق بھی موجود ہے اپنے وجود سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ موجد لیعنی میرا پیدا کرنے والا ہے لیکن مجھ کو اپنی قدرت کے کمال سے وجود بخشا ہے۔ اپنے وجود کے سوا۔ حق موجود ہے اپنے مستقل وجود سے اور میں بھی موجود ہوں اپنے غیر مستقل وجود سے جو وجود حق کا غیر ہے نہ اس کا عین

تحقیق اس تقریر سے تصویر کی دوئی حقیقتوں کی جدائی لیعنی دو وجود ثابت ہوتے ہیں۔

ازتنگِ وجودِ خویش بہ تنگ آمدہ ام	یارب کرمے بعدم باز روم
اپنے وجود کے تنگی سے میں تنگ آگیا ہوں	اے رب کرم کر کہ عدم میں واپس لوٹ جاؤں
(یعنے اپنے وجود ذاتی کے وہم سے)	(تاکہ غلط فہمیوں سے نجات پاجاؤں)

رباعی

تا چند غلام کہنہ و نو باشم

کب تک نیا اور پرانا کے امتیاز کا غلام بنا ہوں

در کشمکش کنیز و بانو باشم

باندھی اور ملکہ کی کشمکش میں دکھ کر رہ جاؤں

خواھم کہ جاودان باغم تو
میں ایک ایسا گوشۂ تنہائی چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیرے عشق کے غم میں
با دردِ درمان وسر بزانو باشم
تیرے دامن میں لپٹے اور سر زانو پہ رکھے رہ جاؤں
ہر جا کہ گذرم نوائے عشقت شنوم
جہاں میں گذر کروں راگ تیرے عشق ہی کی سنوں
برخوانِ بلا صدائے عشقت شنوم
خوانِ بلا لیجیے آفات کا ویلا مجموعہ اپنے تیرے عشق ہی کی صدا میں سنتا رہوں
در دشت روم نفیر دردِ تو کشم
صحرا میں جاؤں بانسری تیرے درد ہی کی بجاؤں
با کوہ ایم صدائے عشقت شنوم
کوہ پر بھی رہوں صدائے بازگشت تیرے عشق ہی کی سنوں

رباعی

گویم نفسے دراز من باغم اے دل
میں رنج و دکھ بھرا ہوا اے دل دراز نفسی کر رہا ہوں
گر شرط رہت پاس انفاس اے دل
تیری راہ کے شرط کو ملحوظ رکھ کر پاس انفاس سکھا دیں ہوائے دل

آں را کہ نہ حق شناس و حق بین باشد
ان افراد کو جو حق شناس اور حق بین نہیں ہیں
تا بتوانی مبین و مشناس اے دل
جہاں تک ہو سکے ان کو مت دیکھ اور مت دریافت کرائے دل

۱۹

کلمہ تنزیہہ و تشبیہ

حضرت عین القضات ھمدانی قدس سرہ کے خزاین معارف سے قصیدۂ گنجور کی بیت کے معنے ہیں۔

در شریعت ہر آنچہ ہست حلال ۔۔۔ در طریقت ہماں بود مردار
شریعت میں جو چیز کہ حلال ہے ؛ طریقت میں وہی مردار ہوئے

جانئے کہ یہاں لفظ ہر آنچہ سے تعمیم (عام طور پر) اور کلیت (تمام کے لئے) نہ سمجھا جائے بلکہ خصوصیت کے ساتھ اور بعض کے لئے مراد لینا چاہیئے۔ بعض اعتبارات اور احتمالات درست ہوا کریں گے نہ تمام وجوہات اور حیثیات کے لئے وہ یہہ ہے کہ دو وجود کا اثبات شریعت میں جائز اور صحیح ہے جیسے

در طریقت محظور و مستقبح ۔۔۔ طریقت میں خطرناک زبوں اور برا ہے
ہست ایں جملہ خرابی از دو ہست ۔۔۔ یہ تمام خرابی دو ہستی سے ہے

حضرت محمود تعقیری گلشن راز میں فرماتے ہیں۔

مثنوی

ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر است

جس شخص کا طریق غیر جبر (یعنے قدریہ) ہے

نبی گفتہ کہ او مانند گبر است

نبی صلعم نے فرمایا کہ وہ گبر کے مانند ہے

چناں کاں گبر یزداں اہرمن گفت

جیسا کہ وہ گبر یزداں اور اہرمن یعنے دو خدا کہا

ہمیں ناداں و احمق او و من گفت

یہہ نادان اور احمق بھی وہ اور میں کہا

(مذہب گبر میں دو خدا ہیں۔ نیکی کا خدا یزداں۔ بدی کا خدا اہرمن)

ایضاً قال اھل الطریقۃ السلامۃ فی الوحدۃ ای سلامۃ الایمان الحقیقی فی اثبات وحدۃ الوجود والآفۃ بین الاثنین ای آفۃ الایمان الحقیقی توھم تثبیت الوجود وجودك ذنب لایقاس بھا ذنب

اہل طریقت نے فرمایا۔ سلامتی وحدت میں ہے یعنی ایمان حقیقی کی سلامتی وحدۃ الوجود کے اثبات میں ہے۔ اور آفت دوئی میں ہے۔ یعنے خطرہ ایمان حقیقی کا دو وجود کے وہم میں ہے تیرا وجود

گناہ۔ اور اسمیں قیاس نہیں کرنا گناہ ہے پس اس توجیہ سے بیت کے معنے
درست ہوتے ہیں۔ اور اس کے برعکس جواز کا اندیشہ پایا جاتا ہے۔

درطریقت ہرآنچہ ہست حلال　　درشریعت ہماں بود مردار
طریقت میں جو کچھ حلال ہے　　شریعت میں وہی مردار ہے

اور وہ یہہ ہے کہ طریقت میں تشبیہ کی صفت کو حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے
ثابت کرنا عین ایمان ہے لیکن تنزیہہ کے ساتھ بغیر اس کے یعنی
بغیر تنزیہہ کے درست نہیں۔ یہی ہے دستور محققین علیہم الرضون کا
اور شریعت میں فقط صفت تنزیہہ ہی کی تصدیق پر ایمان اور
اعتقاد رکھتے ہیں اور تشبیہ کی نسبت کو حق تعالیٰ کے لئے کفر اور الحاد
جانتے ہیں۔ پس مذکورہ توجیہ کے ساتھ مرقومہ بیت کے برعکس معنی
بھی مرقوم درست ہوتے ہیں ؎

نفی آں یک چیز و اثباتش رواست
ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز اور درست ہے

چو جہت شد مختلف نسبت دوتاست
جب رخ جدا جدا ہو جائے تو اس کی نسبت دو پہلو ہے

سوال۔ اگر تو کہے کہ اس صورت میں اہل طریقت وحقیقت کے (اہل شریعت مخالف)
اور اہل طریقت وحقیقت خلاف اہل شریعت کے نام
دیئے ہیں حالانکہ حضرت محبوب سبحانی معشوق ربانی رضی اللہ عنہ
وارضاہ ایسا فرماتے ہیں۔ کل حقیقۃ ردت الحقا الشریعۃ فہی

زندقة والسلامة مع الکتاب والسنة والا لہلاک
مع غیر ھما۔ حقیقت جس سے رد ہوتی ہے شریعت لپس زندقہ
(بے دینی) ہے اور سلامتی کتاب وسنت کے ساتھ ہے ورنہ ان کے سوا
ہلاکت ہے۔ میں کہتا ہوں۔ یہاں اہل شریعت سے ہماری مراد ناقص التحقیق
ہیں (وہ جن کی تحقیق ناقص ہو) جو ان کو زہدان خشک اور منکران معنوی
اور اہل دنیا اور قشریاں (پوست پرست) یعنے ظاہر پرست اور مانند
اس کے صوفیوں کی اصطلاح میں نام رکھے ہیں نہ وہ اہل شریعت جو
کامل التحقیق ہیں (جن کی تحقیق کامل ہے) یعنے دین کے مجتہد رضی اللہ
عنہم اجمعین۔ جو کہ شریعت ظاہرہ کی تقویت و ترویج یعنے پابندی
اور رواج کو خود ہی اختیار رکھئے ہیں اور شریعت کے باطنی امور میں صوفیوں
کے تابع رہے ہیں۔ جیسا کہ صوفیان شریعت کے باطنی امور کو جاری رکھتے
ہوئے اور باطن کا ان کے لئے جو طریقت اور حقیقت کے ذمہ دار ہیں
اور شریعت کے ظاہری احکام میں مجتہدین کے تابع ہوئے ہیں۔ پس اس حیثیت
سے شریعت، طریقت اور حقیقت کی مخالف نہیں ہے۔ اور طریقت
وحقیقت شریعت کے مخالف نہ ہوئے بلکہ کاملین تینوں مراتب
کے مجموعہ کو شریعت کا ملہ نام دیئے ہیں جیسا کہ فرمائے ہیں۔ محبوب
کو دیکھنا اور بلشافہ اس سے ہم کلام ہونا مثال شریعت کی ہے اور
اس سے بغلگیر اور ہم آغوش ہونا مثال طریقت کی ہے۔ اور مباشرت
کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا مثال حقیقت کی ہے پس اس تحقیق

سے ثابت ہوا کہ شریعت کا کمال طریقت و حقیقت کی جامعیت میں ہے

شریعت با طریقت کار دارد
طریقت با حقیقت یار دارد
شریعت طریقت سے تعلق رکھتی ہے
طریقت حقیقت سے فیض یاب ہوتی ہے

فافہم واعلم مولف کی غزل ہے۔ فارسی

اگیکہ مرنیط شرع با حقائق نیست
جو شخص کہ شریعت کو حقیقت سے ربط نہیں رکھتا ہے
بغیر مدعی اور اخطاب لائق نیست
سوائے مدعی (یعنی غلط دعویدار ہونیکے یہ خطاب اسکو لائق نہیں ہے
چنانکہ پوست بجز مغز می نبا ید کار
جیسے کہ پوست مغز کے بغیر کام نہیں آتا ہے
بدون پوست ہمانان کہ مغز فائق نیست
بغیر پوست کے بھی یقیناً مغز پسندیدہ نہیں ہے
سنجیل رخ ہستی ورنعت خالق
رخ ہستی کا آئینہ اور خالق کی علو مرتبت
ورای نیستی و ہستی خلائق نیست
خلق کی نیستی و ہستی کے سوا کچھ نہیں ہے

جواب مسئلہ فقیہہ چون گوید

ہمارے مسئلہ کا جواب فقیہہ (فقہ کے عالم) کیونکر کہے

کہ آں بہ کنز دقائق[1] و بحر[2] رائق نیست

کیونکہ وہ کنز الدقائق اور بحر لائق سے نہیں ہے

ببند دل از زن و فرزند و مال و جاہت دل

زن و فرزند و مال و جاہ کی محبت میں اپنے دل کو مت باندھ

کہ خود عوائق این راہ جز علائق نیست

کیونکہ اس راہ سے روکنے والی سوائے ان تعلقات کے کچھ نہیں ہے

خودی خود بگذار و خدائے خود بہ رسی

اپنی خودی کو چھوڑ دے اپنے خدا تک تو پہنچے

کزیں طریق دگر اقرب طرائق نیست

کہ اس طریقے کے علاوہ سب قریب کا راستہ دوسرا نہیں ہے

مکن کمال قناعت بقول از ایمان

اے کمال ایمان کے قول پر ہی قناعت مت کر

شکر نہ بخشد شیرنش کہ ذاتی نیست

شکر شیرینی نہ بخشد جیسی شیرینی کہ ذاتی نہیں ہے

---

[1][2] علم فقہ کی دو مشہور بڑی کتابیں ہیں۔

۲۰
کلمہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جاننا کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو معنی رکھتی ہے ایک حقیقت محمدی عالم غیب میں۔ وہ ذات کی معلومیت کی صورت ہے۔ تعین اول کے ساتھ کہتے ہیں کہنا اس سے مراد ہے اور اس کے نام بہت ہیں جیسے کہ۔ وحدت۔ اور تجلی اول۔ و برزخ کبریٰ۔ وقاب قوسین اور نہاں خانۂ جمع وغیرہ

دوسرا حقیقت محمدی عالم شہادت میں وخارج میں اس کی موجودیت کی صورت ہے کہ اس کو عالم شہادت کہتے ہیں۔ اور اس کے نام بھی بہت ہیں جیسے کہ وحدت اور تعین اول۔ وعقل کل وقلم اعلیٰ وروح اعظم ومخلوق مطلق ومظہر اتم وغیرہ وہ مراد ہے مرتبہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو انا من نور اللہ و کل شئی من نوری اس کی وضاحت کرتی ہے۔ اور بعض اکابر حقیقت محمدی کو صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور حادث کہے ہیں اور بعضے اول کے ساتھ اور محققین اس میں یعنے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تین درجے ثابت فرمائے ہیں ؎

یکے نفس و یکے روح و یکے دل
ولی در حرف ہر یک ہست مشکل

جانے اور یقین کرے۔

جاننا چاہئے کہ یہاں اپنی ذات اور تمام مخلوقات کی ذات سے مراد شئی واحد ہے اور وجود عالم مفاض (فیض دینے والا) جو تمام اعیان خارجی پر گھیرا ہوا ہے جو موسوم ہے وجود ساری فی جمیع الذراوی یعنے وجود مقید تمام ذریات میں ہے وجود خلق کو بھی اسی سے تعبیر لیتے ہیں۔ اور وہ حقیقت میں وہی وجود خاص کی حیثیت ہے جو ذات مقدس حق سبحانہ تعالیٰ کی ہو وے۔ لیکن عام لیقین وشمول کے ساتھ تمام اشیاء سے تعلق و متعین ہے اور اگر اپنی ذات اور تمام ممکنات کی ذات سے روح مراد لیں مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہر یک کی روح ایک جزو حقیقی ہے جو دوسرے پر صادق نہ آئے خلاف وجود عالم مفاض جو اگرچہ واقعیت میں ایک ہے اور تعداد و کثرت کو اس میں دخل نہیں ہے لیکن مظاہر کی کثرت اور تعداد اور اپنے گونا گوں آئینوں کی حیثیت سے جو اعیان ممکنات ہیں اور بجائے افراد اور جزئیات مفہوم کلی ہیں متعدد اور کثرت دکھائی دیتے ہیں پس سمجھ جایئے۔ اور اس طریقے سے بھی کہ ارواح حقیقت ہیں۔ متعدد اور کثیر ہیں اور ذاتی خواہش اور اصلی قابلیت ہر یک کی بھی جدا جدا اور مختلف چنانچہ نکوئی اور برائی کفر و اسلام اطاعت و نافرمانی ثواب اور عذاب ورحمت و محنت وغیرہ اور شریعت کی زبان میں وارد ہوا ہے کہ نیکوں کی

ترجمہ:- ایک نفس دو ایک روح اور ایک دل۔ لیکن ہر یک کے بیان کرنے میں مشکل ہے یعنے نوری محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہے تین مرتبہ مذکورہ کا جامع ہے فافہم ایجاد میں اور وہ قادر مطلق اور صانع مہر حق کی قدرت کے کمال سے ہے یعنے بے مادہ و بے آلہ اور بے اسباب کے سو

مقدرے نہ بہ آست بقدرت مطلق
وہ کسی آلہ سے بنا ہوا نہیں بلکہ قدرت مطلق سے

اس کے ایجاد کا طریقہ جیسا کہ چاہے عارفین کا شناختہ شدہ ہے مزن الموں یعنے اہل ظاہر کے معلوم کی چیز ہے اور یہ فقیر حقیر بمصداق افشا سر الربوبیت کفر " (ربوبیت کے راز کا ظاہر کرنا کفر ہے) اس کی تقریر اور تحریر پر متوجہ نہ ہوا اور کلام کو اس کلمہ پر تمام کیا ع
" آنرا کہ کس است یک حرف بس است "
ان کو کہ جن میں آدمیت کی قابلیت ہے ایک بات بس ہے فافہم و تامل
سمجھیں اور غور کریں ۔

۲۱
کلمہ اعیان رنگ برنگ

اس سے قبل بیان سلوک میں ذکر خفی کے معنے میں جو کچھ ہم لکھتے ہیں کہ سالک ذات کو اور تمام مخلوقات کی ذاتوں کو ذات حق

روحیں اعلیٰ علیین میں اور بدکاروں کی روحیں سجین میں رہیں مثلاً
زید کی روح جو عمر کا باپ ہے طاعت وحسنات کے اکتساب کے
باعث درجات بہشت کا مستحق ہو۔ اور روح عمر کی جو زید کا بیٹا ہے
گناہ کے کام اور برائیاں اختیار کرنے کے باعث مقام دوزخ کا سزاوار
ہو۔ اور وجود عام متعاص مذکورہ امور کی تمثیلات سے پاک اور
بے نیاز ہے۔ اس کی صفت نا معلوم طور پر اشیاء کے ساتھ محبت
رکھتی ہے۔ اس بناء پر اس کی محبت اشیاء کے ساتھ ہو کر کوئی
تغیر وتبدل کی راہ اس میں پایا نہ جائے۔ جیسا کہ ہیولیٰ (مادیت)
کی محبت صورت کے ساتھ ہو کر تغیر وتبدل اور بلٹنا اور سپردگی
جو صورت کے لوازمات سے ہے ہیولیٰ اس سے لاحق نہیں
ہوتا ہے۔

رباعی مولف

صورت کو تغیر نہ ہیولیٰ کو نعم
صورت کو تغیر ہے نہ ہوئی کو کچھ ہاں نہیں
یوں حق کو محبت ہے بعالم بالذات
حق تعالیٰ کو بالذات کے عالم ساتھ ایسی محبت ہے

ہر چند مبین صورت وہیولی باہم
بہت کچھ صورت اور ہیولیٰ آپس میں ملے ہوئے
پر حق ہے مبرا از تغیر عالم
پر حق تعالیٰ عالم کے تغیر سے بری ہے

مثال دیگر جیسے کہ آفاق کا نور محسوس ذاتی طور پر کوئی لون و رنگ
نہیں رکھتا ہے لیکن جگہ رنگ برنگ شیشوں پر پڑتو ڈالنے مختلف

رنگوں کے مطابق رنگین دکھائی دیتا ہے اور لیکن کوئی تغیر و تبدیلی اور
کوئی خلل و نقصان اس کی بے لوثی و بے رنگی میں راہ پایا نہ جائے۔

مولوی جامی قدس سرہٗ

رباعی

اعیان ہمہ شیشہائے گو نا گوں بود
اعیان تمام رنگ برنگ کے شیشے تھے
کافتاد بر آں پرتو خورشید وجود
جبکہ اُن پر وجود کے خورشید کا پرتو پڑا
ہر شیشہ کہ بود سرخ یا زرد و کبود
ہر شیشہ لال پیلا نیلا جو کچھ کہ تھا
خورشید دراں ہم بہماں رنگ نمود
خورشید بھی اُن میں اسی رنگ سے دکھائی دیا

رباعی

ہستی کے بذات خود ہویداست چو نور
ہستی جو اپنی ذات سے ظاہر ہے نور کے مانند
ذوات مخلوقات ازو یافت ظہور
مخلوقات کی ذاتیں اس سے ظہور پایا ہیں

ہر چیز کہ از فروغ او افتد دور
جو چیز کہ اس کی شعاع سے دور پڑی رہے
در ظلمت نیستی بماند مستور
نیستی کی ظلمت میں پوشیدہ رہے

رُباعی

جس چیز کے رخ پہ دیدہ ور آنکھ تیری
ظاہر ہے بہستی کی صورت و شکل سے حق
ہر جان کہ یہ مراقبہ ہے نظری
بالذات ہے گرچہ شکل و صورت سے بری
جس چیز کے رخ دیکھ رہی ہو تیری آنکھ
حق تعالیٰ ہستی کی شکل و صورت سے ظاہر
جانتا رہ کہ یہ نظری مُراقبہ ہے
بالذات ہے اگرچہ کہ شکل و صورت سے بے نیاز ہے

رباعی

بیچوں ہے حقیقتاً حق اما پیدا
حقیقت میں حق تعالیٰ بیچوں و بے چگون ہے
بے چوں و چگوں خلق سے ہو بینا
لیکن خلق کے چون و چگوں سے ظاہر ہے تو بینا یعنے دیکھنے والا بن

بے رنگ بذات خود ہے نور خورشید

سورج کا نور اپنی ذات سے آپ بے رنگ ہے

پر جلوہ نما برنگ ہر ہر عینا

پر ہر ہر شیشہ کی رنگت سے جلوہ دکھا رہا ہے

دوسرا جاننے کہ کلی مثال کو وجود عام پر ہم نے پیش کی وہ تمام
وجوہات پر یہی تصور کرنا نہیں چاہیئے اس لئے کہ وہ اشکال کے واردات
کی حاجات اور دوگراہی لازم پاتا ہے مقصود کے برآمد اور حاصل کرنے
کے لئے آئی پر کفایت کرنا نہیں چاہئے وہ یہہ ہے کہ وجود عدم با وجود
اس کے تمام اشیاء کی صورت کے بخشیہ ظہور فرمایا ہے۔ مظاہر کے مطابق
اور گوناگون آئینوں میں اپنے کو دکھایا ہے یعنی جس حال میں ذاتی معیت
بلکہ حقیقی عینیت بے کیفیت اشیاء کے ساتھ رکھتا ہے بے نیازی صفت
اس کی ذات اعلیٰ پر ثابت اور محقق ہے نہ یہ کہ ذہنی امور کے مفہوم
کلی کے مانند ہوئے یہ معقولات ثانیہ کے مطابق ہو وے جو خارج میں
وجود نہیں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے
تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔

۲۲ کلمہ عکس لطیف

بیان میں خود کی پہچان، رسول کی پہچان، اور حق کی پہچان

تحصیل کمال کے لئے اس کو جسم عنصری لازم اور واجب ہوئے ع

روح بے قالب نداند کار کرد

یعنے روح بغیر جسم کے کام نہ کر سکے

اور بعضے عارفین اس کو نفس مقید بھی کہتے ہیں اور وہ عالم خلق سے ہے نہ کہ عالم امر سے دوسرا لطیف جسد ہے جو خواب میں دکھائی دیتا ہے بیداری میں نہیں مگر جبکہ خدا تعالیٰ دکھائے اور توڑ و جوڑ وغیرہ کے قابل نہ ہوئے اور ان کو حق سبحانہٗ تعالیٰ روز میثاق میں آدم کی پشت کے ذریعہ سے وقفہ اور اوقات گزاری کے اور زمانہ گزاری کے بعد پیدا کر کے چار قسم میں تقسیم کیا۔ اور الست بربکم کے خطاب سے مخاطب گردانا۔ اور تیز روی ایسی ہے کہ اگر چاہیں آنکھ جھپکنے میں بلکہ اس سے کم وقفہ میں مثلاً مشرق سے مغرب میں اور مغرب سے مشرق میں یا عرش اعلیٰ سے تحت الثریٰ میں یا تحت الثریٰ سے عرش اعلیٰ تک جاوے۔ یا خواب اور موت سے امن میں رہیں اور اس کو حملق الوجود جسم لطیف و تن روحانی و قلب مقید وغیرہ نام رکھتے ہیں اور یہ عالم امر سے ہے اور بعض کے نزدیک نہ فقط عالم امر سے نہ فقط عالم خلق سے بلکہ ایک وجہ سے امر سے کہہ سکتے ہیں۔ اور ایک وجہ سے عالم خلق سے اور اس کو خیال اور مثال کہتے ہیں اس لئے کہ شکل و صورت اور مقدار و اندازہ تعین و تشخص و طول و عرض وغیرہ اور اعضا و اجزاء وغیرہ میں اس کے اور تن خاکی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے

مگر لطافت اور کثافت کا اگرچہ دوسرے اعتبار سے بزرگی اور بڑائی کو اس کے کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ شاید ایک سبب اس کا نام مثالی ہونا یہ بھی ہوگا۔ اور لیکن اس کوتاہ سمجھ فقیر حقیر کے قلب میں گزرتا ہے کہ ادنیٰ وہ ہے کہ تن کثیف کو تن لطیف کی مثال جانتے نہ یہہ کہ تن لطیف کو مانند تن کثیف کے کہے۔ اس لئے کہ تن لطیف تن کثیف سے قبل پیدا شدہ ہے۔ بعد تن لطیف کے ایک طویل زمانہ اور مدت دراز کے بعد تن کثیف پیدا ہوتا ہے۔ پس اس تمثیل کے ساتھ اس کا نام پانا دوسرے معنے سے ہووئے۔ نیز جانئے کہ جملہ حس وحرکت اختیاری ہوشیاری اور خبرداری جسم کثیف میں اس جسد لطیف کے سبب ہے اگر واجب کے اعضاء اجزئی میں ممکن کے اعضاء اجزای نہ ہووے کوئی حس وحرکت اختیاری واجب میں ممکن نہ ہووئے۔ جیسے کہ خواب کی حالت میں اور موت کے بعد یہ معنے واضح ہے۔ اگر پوچھیے کہ جبکہ خواب کے عالم میں روح جاری یعنے ممکن واجب سے جدا ہوکر سیر و سیاحت کرتی ہے بعد اس کے واجب میں واپس آئے تو کس دریچہ سے ؟ میں کہتا ہوں مثلاً پانی کو جوکہ خاک کے بہ نسبت لطیف ہے جب خاک پر (بہ نسبت پانی کے یہ کثیف ہے) تم ڈال دیں۔ کس دروازہ سے خاک میں چلا جائے ؟ اور داخل نہ ہووئے ؟ اگر یہ کہے کہ تمام اجزاء خاک کے آب لطیف کے لئے دروازہ کے مانند ہیں پس پانی کی لطافت کو خاک کی کثافت منع کرنے والی اور روکنے

والی نہیں ہوتی ہے اور داخل ہونے اور سرایت کرنے سے روکتی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں۔ ما کان جوابنا منکم فهو جوابکم منا (جو جواب ہمارا تم سے ہے پس وہ تمہارا جواب ہم سے ہے)
تیسرا ممتنع الوجود جو دونوں کو دیکھنا اور دیکھا جائے۔ یعنی واجب الوجود جو بیداری میں دکھائی دے اور ممکن الوجود جو خواب میں دیکھا جاتا ہے ممتنع الوجود جو تیسرا ہے خاص اُن ہر دو منظر کو دیکھے اور دیکھنے والا ہوئے۔ اور وہ دیکھنا نفس الامر (حقیقت میں) ایک ہے دو نہیں۔ رنگ میں دونوں کے دیکھے یعنی بینائی ہر دو رکی مری بے نظر شئی واحد ہے (یعنے ایک) دو شئی نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہی ایک ممتنع بیداری میں واجب کو اور خواب میں ممکن کو دیکھتا ہے نہ دوسرا اگر مانند مری کے (دیکھے جانے والی) یعنے منظر جو دو ہیں دیکھنا ذ نظر) بھی دو ہوتے اور واحد نہیں ہوتے۔ جو کچھ عالم خواب میں دیکھا جائے بیدار ہونے کے بعد اس کو یاد نہ آئے۔ اور محفوظ نہیں رہتا ہے۔ پس تحقیق پایا کہ رائی (نظر) ایک ہے اور مری (نظر) دو۔ اور اسکو نظر اور بینش نام رکھتے ہیں اور ہندی لغت اردو "دیکھ" کہتے دانائی صفت (نہ بینا کی صفت روح (دل کی صفت کا جاننے والا اور روح کی صفت کا دیکھنے والا) جو کہے ہیں اسی مقام ہے۔ پس جانا گیا۔ ممتنع دیکھنے والا ہے نہ دیکھا ہوا یعنے خواب میں دیکھا جائے اور نہ بیداری میں بلکہ بیداری میں بینائی واجب کی ہے۔

اور خواب میں بینائی ممکن کی۔ اور ممتنع عربی میں منع کیا گیا اور وجود یہاں معنے میں جسم کئے ہوئے۔ پس یعنے ممتنع الوجود جسم سے منع کیا گیا ہو۔ کے اس لئے کہ اس کو شکل و صورت اور مقدار و اندازہ چونی اور چگونگی نہیں ہے۔ مانند جسم لطیف و کثیف کے۔ وہ ایک بسیط یعنے پھیلی ہوئی غیر مرکب شی ہے کہ ترکیب و ترتیب چاہے لطافت کی حیثیت سے خواہ کثافت کے اعتبار سے اس میں امکان نہیں رکھتی۔ نا دکھائی دیوے اور دیکھا جاوے اسی وجود کو لطیفۂ انسانیہ اور روح مقید و نفس ناطقہ وغیرہ کہتے ہیں۔

بعض لوگ ممتنع الوجود کو ظلمت جو کہے ہیں اس سے اس کی غیر مرکب دیاکی و بے عیب اور نہایت لطیف اور مقدار و چونی و چندگی نہ ہوتا کی کیفیت کی طرف اس کا اشارہ ہے۔ جو تھا عارف الوجود یعنے تینوں کی پہچاننے والا اس شناخت کے ساتھ مثلاً ایک دیکھنا بیداری میں۔ دوسرا دیکھنا خواب میں تیسرا ہر دو کا دیکھنا۔ اس کو دانش اور نور نفس مطلق اور اس کے مثال کہتے ہیں۔ اور اردو میں بوجھ نام رکھے ہیں اور یہ وجود بھی بیچون و بے چگونی اور لا مکانیت وغیرہ کی صفت کے ساتھ جو کچھ کہ تعریف و توصیف میں ممتنع الوجود میں کہا گیا ہے موصوف ہے اور فرق عارف اور ممتنع کے درمیان جیسے دانش و بینش کا ہے تفصیل و اجمال اور تمیز اور عدم تمیز کے ساتھ ہووے یعنے ممتنع باقت مجمل کو کہتے ہیں۔ جو جیسا کہ چاہے تمیز نہیں رکھتا ہے اور عارف

یافت مفصل کو جانتے ہیں اس سے شی کو جیسی کہ وہ ہے یا ہے یعنے جیسی کہ شی کا شی ہے تمیز و تفصیل کے ساتھ معلوم اور مفہوم ہووے۔ پس ما بہ الامتیاز یعنے ان میں جو فرق ہے دانش اور بینش تفصیل و اجمال و تمیز کا ہووے پس فہم و تامل (غور) فرمائیں۔

پانچواں شاہد الوجود یعنے شہادت اور گواہی دینے والا۔ جانیے کہ عرف عام میں شاہد اس کو کہتے ہیں جو معاملہ اور ماجرے پر تجربہ اور واقفیت کلی رکھتا ہو یعنے علم الیقین سے جانتا ہو۔ اور آنکھ کی نظر سے دیکھتا ہوا ہووے پس اس صورت میں شاہد الوجود بھی مراد ہے

محقق کی یافت سے بے شبہ۔ کامل ادراک۔ نقصان اور عیب نہ ہووے یعنے گواہ امری ہووے کہ ایسا ہی ہے اور اس کے سوا ہرگز نہیں ہے اور مثلاً یہ ہے کہ ایک دیکھا ہوا بیداری میں اور دوسرا دیکھا ہوا خواب میں اور تیسرا ناظر اور بینا دونوں کا چوتھا جانا اور پہچانا ہوا تینوں کا۔ پانچواں ہر چاروں پر گواہ مدلل و یقیناً۔ پس ممتع اور عارف کے مابین فرق کو ہم اشارۃً بیان کیئے ہیں۔ اب یہ جان لو کہ جو کچھ فرق ہے حرکت اور قرار۔ اے عارف شاہد کا ہووے مدرم۔ جبکہ وہی یافت مذکور میں حرکت باقی رہے، عارف الوجود ہے۔ اور جب یقین کمال کے حصول کے سبب اس کی حرکت قرار اور سکون سے بدل ہووے شاہد الوجود روغن کے مانند جب تک وہ رقیق یعنے پتلا رہ کر سیلان اور حرکت اس میں باقی ہے۔ جب بندھا جائے اور منجمد ہووے اور قرار و سکون پائے

اور جنبش و حرکت اس کی زائل ہوئے۔ پس اس مرتبہ کو یعنے شاہد الوجود کو دلِ مطلق اور قلبِ عالی بھی کہتے ہیں۔

چھٹواں۔ واحد الوجود اُس سے مُراد یگانگی پانا ہے۔ پانچوں مراتب کے درمیان یعنے چھٹا مرتبہ بھی پانا ہے جو یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ پانچواں مراتب مذکورہ کے تمام مظاہر اور آئینے اور عکسیں اور جلال و ظلال اور نسبت و اضافت اور شائین اور اعتبارات میرے ہیں اور دونوں آئینے اور مظہر دور کرنے اور تجلّی دینے والے اور ظاہر بلکہ عین حقیقی بھی۔ آئینے اور مظاہرے میرے ہیں۔ ؎

یہ نفس دل و روح یک ✧ ان معنوں کو خارج دیکھ

یہ نفس اور دل و روح ایک ہیں۔ ان کے معنوں کو خارج یعنے ظاہر میں دیکھ لے۔

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے ست ✧ نفس اور روح و عقل و دل جملہ ایک ہیں

مرد معنی اور ینجا کئی شکے ست ✧ باطن آشنا اس مرد کو اس مقام شک پر کب ہو گا یعنی شک نہ ہو گا

جیسا کہ مثلاً نفس انسانی علم سیکھا۔ اس کو عالم کہتے ہیں۔ اور کتابت کی اس کو کاتب جانتے ہیں۔ اور موزوں کلام بنا یا شاعر نام پایا اور صورت گری اور نقاشی کی صفت پر عمل کیا مصور اور نقاش کا نام پایا۔ اس طرح تم کذا ثم کذا شرحِ گلشنِ راز میں فرماتے ہیں کہ نور اور عقل و روح اور مہر خفی اور نفس ناطقہ اور قلب ایک حقیقت ہیں۔ ظہور کے انداز سے مراتب میں صفات کے اختلاف کے باعث یہ مختلف اسماء پیدا کئے ہیں۔ ہر اسم اس کی صفت خاص کے

اعتبار سے جو سمجھنے اور غور کرنے والے پر مخفی نہیں ہے لیکن وجہ تسمیہ
بہ عقل یعنے عقل نام پایا جاتا اس سبب سے ہے کہ اپنی ذاتی فکر او ر
اپنا موجد (بنایا ہو) دکھائی دیتا ہے۔ اور اشیاء کا جاننے والا وہی ہے
اور روح کا نام دیا جاتا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی ذات سے زندہ
ہے اور زندہ کرنے والا غیر کا اور سر اس وجہ سے ہے کہ ارباب قلوب
(یعنے اہل دل) کے سوا اس کا ادراک کر نہیں سکتے ہیں اور خفی اس
حیثیت سے کہ اس کی حقیقت عارفین وغیرہ پر بھی پوشیدہ ہے
اور نفس ناطقہ اس وجہ سے کہ کلیات کا ادراک کرنے والا یعنی سمجھنے
والا وہی ہے اور قلب اس لئے کہ شیونات الہیہ کا مظہر اور ہر لحظہ اس
سے ایک اثر اور خلق دوسری ظاہر ہوتی ہے۔ منقلب یعنے پلٹنے
والا ہے ایک صفت سے دوسری صفت پر اور دوسرا سبب
یہہ کہ منقلب درمیان ایک رو سے جو حق کی جانب ہے اور ایک
رو سے جو خلق کی جانب ہے اور حق سے فیض پانے والا ہے ان
مراتب کے سوا معرفت میں نفس مرتبہ (ذات مرتبہ) دوسرا تصور
پایا نہیں جاتا ہے اور روح قدسی اور ذات واحدیہ اور مقام قرب
اور روح مطلق اور ان جیسے اور بھی ان ہی کو نام رکھتے ہیں۔ بعض
عارفین چھ سے زیادہ بھی مقرر فرمائے ہیں ؎

عبارا شاشتی وحسنک واحد | وکل الی ذلک الجمال یشیر
جملہ یکذات است در معنے | جملہ یک حرف و عبارت مختلف

نام ایک ذات ہے لیکن کئی صفتوں سے متصف ہے۔ تمام ایک حرف ہیں اعتبارات مختلف ہے دوسرا جاننا چاہئے کہ یہ تمام مراتب ستہ (چھ مراتب) جو مذکور ہوئے چاہے ناقص چاہے کامل چاہے مقید خواہ مطلق یعنے نفس مقید دل مقید روح مقید نفس مطلق دل مقید کو روح مطلق خواہ از روئے فنا وبقا علمی حاصل ہوویں یا از روی فنا و بقا حالی کشف ہوویں تمام عبد کے داخلی مراتب ہیں یہ مراتب داخلی رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں۔ اور نہ مراتب داخلی حضرت ذو الجلال والاکرام کے اس لئے کہ رسول خدا کے مراتب داخلی عبد کے مراتب داخلی سے جدا اور حق جل وعلیٰ کے مراتب تداخلی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب داخلی سے علحدٰہ ہیں۔

اسی بناء پر کہ محققین کا قاعدہ ہے کہ عبد کے مراتب داخلی سالقہ ترتیب سے رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں۔

رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں باوجود اس کے حق تعالیٰ کے مراتب

داخلی حق تعالیٰ کے اور تمام مراتب داخلی عبد کے وحدت الوجود کی حیثیت سے ایک دوسرے کے عین حقیقی ہیں۔

در ہمہ انبیائے امکانی چہ مجرد چہ جسم و جسمانی

تمام امکانی مراتب میں   کیا مجرد اور کیا جسم وجسمانی
سریان دارد ظہور را   سریانے بدون نزد دانش ما
سرایت رکھتے ہیں اور ظہور   لیکن ایسی سرایت جو ہماری سمجھ و عقل سے باہر ہے
ذاتوں اور حقائق کے اعتبار سے ایک دوسرے کے غیر ہیں۔
فانهم اعلموا ان کلامنا هذا استلزم
لحفظ المراتب مع تحقیق وحدت الوجود الحقیقی
والسلام علی من المتبع الهدی ونهی النفس عن
الهوی پس تحقیق وہ ہیں اور جان لو کہ تحقیق ہمارا کلام حفظ مراتب
کا مستلزم ہے وحدت الوجود حقیقی کی تحقیق کے ساتھ اور سلامتی
ہے اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی اور باز آیا نفس کی خواہشات سے

کلمہ کمالِ جسم

جاننے جسم کثیف میں جو اس کو جسم مقید کہتے ہیں۔ اپنے استعداد
کی قوت سے کمال کو پہونچنا اور عقل سے قائل مطلق ہونا شامل ہے۔
جیسا کہ تخم میں شجری تفصیلیں اور نطفہ میں مراتب جن کی تفصیل اوپر
گذر چکی ہے درج ہے پس جب وقت معین ومقدار پہونچے۔ اپنے
ذاتی خواہش اور اپنی اصلی استعداد کے مطابق جس طریق سے کہ ممکن
ہو لینے واہب مطلق اللہ تعالیٰ کی موھبت یعنے عطیات تسبیبی
و وسطی یا بواسطہ انسان کامل ومکمل کی عنایت و یا طاعات وعبادات

اختصاراً اور مختصراً جانئے کہ جسم کثیف جو ذریعہ عناصر سے مرکب جو بننا اور بگڑنا جوڑ توڑ کے قابل اور دوسرے جسمانی صفات ہووے اور بیداری میں چشم ظاہری سے دیکھا جائے اور مادر و پدر کے واسطہ سے ایک عرصہ اور ایام گزرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور درجہ بدرجہ کمالیت اور تمامیت قبول کرے جیسے کہ مادۂ خاک سے نطفہ ہووے اس کے بعد علقہ اور اس کے بعد مضغہ بنے اس کے بعد ہڈیاں بننے لگے بعدہ لباس گوشت پہنے اور بعد درست بن جاوے جس کے لئے یعنی تن بے جان اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بعد روح انسانی اس میں پھونکی جائے اس کے بعد شکم مادر سے باہر آئے اور چند روز طفل رضیع یعنی شیر خوار رہے اس کے بعد بچہ ولڑکا اس کے بعد بالغ و شاب یعنی نوجوان اس کے بعد ازاں ادھیڑ عمر اور دو مویہ کھچڑی بال یعنی سیاہ و سفید ملے ہوتے اس کے بعد بزرگ اور بوڑھا بعد ازاں وفات پائے یعنی مر جائے پس برزخ یعنی قبر میں اتر آئے۔ پس اگر خدا چاہے خاک اس کو کھائے نہیں اور سالم رہے حشر کے دن تک۔ اور اگر چاہے ریزے بن کر اور گلا ہوا خاک کھایا ہوا بنا ڈالے پس بعث یعنی اٹھایا جائے حشر کے دن۔ الی ماشاء اللہ یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہے حاصل کلام یہ ہے کہ جسم کثیف عنصری کو خانوادہ علیہ چشتیہ کی اصطلاح میں واجب الوجود معنے میں لازم الوجود نام رکھتے ہیں یعنی روح انسانی کے تدبیر اور استعمال کے لئے ظہور روح صفات اور افعال اور اس کے

مداومت کے سبب اور ریاضتوں اور مجاہدوں کی ہمیشگی جو اس سے مراد راہِ حق کے سلوک اصطلاحی ہوئے وہ جسم مذکور اپنی قوت سے تحل کے مرتبہ پہ قید و نقص سے ہی) اطلاق اور کمال کے درجے پر پہونچ جائے۔ چنانچہ بعض اولیاء و اصفیا سے حکایتیں اور منقول ہے کہ ایک ہی ساعت میں کئی مجالس اور محافل میں حاضر رہے اور تناول وطعام و کلام فرمائے ہیں۔ اس اطلاق جسم کے مرتبہ کو بعض لوگ سیر اور جسم مطلق کہتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ میں اصحاب شمال جو اہل کفر و گمراہی و شقاوت ہیں۔

ارباب یمین کے ساتھ جو اہل اسلام و ہدایت و سعادت والے ہیں۔ شرکت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کشن اور رام اور کچھمن کے افسانے ہندی برہمنوں سے سنتے ہو۔ پس لہٰذا بعض عارفین اس مرتبہ اطلاق و انبساط اور کشف مراتب متعلق جسم کو عام جانتے خاص نہیں۔

اور توحید کے کمال کا مرتبہ اور معرفت حقیقی الٰہی کو خاص کہتے ہیں عام نہیں دوسرا یہ کہ اگر کاملین اور خاصان حق دنیا میں مذکورہ مرتبہ پر پہونچیں تو بہتر ورنہ آخرت میں عوام و خواص بُرے و نیک اور اصحاب جنت و دوزخ کو البتہ ضرور میسر ہوا کرے گا۔ چنانچہ وعدہ و عید کی حدیثوں سے استفادہ ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ جنت کی کمترین جگہیں دنیا اور اس کے اس

مقدار کے برابر حصو دیں پس اس ذرا سا چھوٹے جید سے عیش و عشرت
قبضہ و حکومت تمام اس منزل و مقام میں بغیر اجسام مبسط و
مطلق کے کیوں کر حاوی ہووے ۔

الحاصل جسم عنصری مقید جبکہ اپنے انبساط اور اطلاق کے کمال
کو پہونچے یعنے فعل کی حیثیت سے مطلق بن جائے ۔ قادر علی
الاطلاق جل جلالہ وعم نوالہ کے فضل سے اگر چاہے اپنے ایک
جسم کو تمام عالم اجسام بنا دے ان تمام عالم اجسام کی طرف جو
حق باری تعالیٰ کے مخلوق اور محدود ہیں اور اس مرتبہ کو جسم مطلق
عارف الوجود اور سر اور واحدیت وغیرہ کہتے ہیں ۔

ایسا ہی جبکہ جسد مثالی مقید اس کا جو قلب اور دل مقید
ہے صفا اور لطافت مرتبہ کمال اور تمام نورانیت و اطلاق اور انبساط
فائز ہووے اس وقت اگر چاہے اپنے ایک دل کو تمام عالم قلوب
سکے سوائے ان کے قلوب کے جو حضرت علام الغیوب کے
وب مخلوق ہیں ۔ اور اس مرتبہ کو قلب مطلق اور شاہد الوجود
نور وحدت اور مانند اس کے نام رکھتے ہیں اور اس طرح جب
سالک کی روح مقید مرقوم الصدر واسطوں اور شرائط کے
تحقیق بغیر اس کے انبساط اور اطلاق کے مرتبہ کمال موصول ہوئے
وقت حضرت واہب العطیہ جل جلالہ کی امداد و
عنایت سے اگر چاہے اپنی ایک روح کو تمام عالم ارواح بنا دے

سوائے ان تمام ارواح مجسمیں و مجرین کے (جسم رکھنے والی اور جو جادیکہ ہیں) جو جاندار اور جان آفرین جل جلالہٗ کے پیدا کردہ ہیں اور اس اطلاق روح کے مرتبہ کو واحد الوجود اور روح قدسی اور روح مطلق اور ذات واحدیت وغیرہ کہتے ہیں۔ لامشاحتہ فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی زیادتی نہیں ہے) پس فہم کرو اور جانو۔

کلمہ ۲۷ معرفتِ عبد و رب

یہہ کلمہ بھی معرفت العبد والرسول اور حق کے بارے میں مختصراً جاننے کہ باقتضائے مطلب "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے پہچانا اپنے رب کو نفس کو پس تحقیق وہ پہچانا اپنے رب کو) کے نفس کی معرفت یعنے خود شناسی (اپنی پہچان) ایک ضروری امور سے ہے جو "اذ فات الشرط فات المشروط" یعنی جب شرط مرجاوے تو مشروط بھی مرگیا۔ اور وہ اپنے مراتب داخلی کو پہچاننا ہے۔ مقید ہو اور مطلق جیسا کہ نفس مقید اور دل مقید اور اس طرح نفس مطلق اور دل مطلق اور روح مطلق جیسا کہ یہ تقریر سابق میں گزر چکی ہے۔ اس کے بعد

معرفت الرسول یعنے پہچاننا رسول علیہ الصلواۃ والتحیات بہ اعظم سعادات بلکہ افضل ترین عبادات سے ہوئے۔ اور وہ خودشناسی سے پہلے مشکل ہی مشکل ہے اور اس کے بعد آسان ہی آسان ہے۔ کاملین اور مکملین کے ارشاد اور فیض سے یعنے جیسا کہ (عہد) میں تین مرتبے مقید اور تین مرتبے مطلق ہیں ایسا ہی ذات مبارک حضرت خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نور محمدیہ ان مکمل درود اور رحمت اور تحیت ہو تحقیق پائے اس بناء پر کہ اگر ان حضرات میں نہ ہو میرے اور تیرے میں کہاں سے ظاہر ہووے ؎

خشک ابرے کہ بود ذات تہی | ناید از وے صفت آب دہی
سوکھا ابر جو پانی سے خالی ہے | اس سے پانی برسنے کی صفت ظاہر نہووے

انا من نور اللہ وکل شئی من نوری۔ پس مخلوق مطلق اور مظہر اتم یعنے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جو عقل کل اور روح اعظم سے موسوم ہوئے۔ اجمال اور کلیت کے اعتبار سے نہ کہ تفصیل اور جزی حیثیت سے تین مرتبے تحقیق پائے ہیں۔

۱۔ ایک مرتبہ روح مطلق جو خود روح اعظم اور عقل کل ہے۔
۲۔ دوسرا مرتبہ دل مطلق جو نفس کل ہے۔
۳۔ تیسرا مرتبہ تعین مطلق جو جسم کل ہے۔

گویا کہ یہ تین مرتبے مطلق مذکور آنحضرت کے مظہر اور اصل ہیں۔ اور تین مرتبے مقید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱ ۔ جو بواسطہ حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ مکہ میں تولد پائے اور بعد وفات کے مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے ۔ آنحضرت کے جسم مطلق مذکور یعنے جسم کل کے مظہر اور ظل ہے ۔ (جسم مقید)

۲ ۔ اور دل مقید آنحضرت[۲] کا جو اس جسم مقید مذکور میں داخل اور سرایت اور حرکت جاری رکھتا ہے آنحضرت کے مذکورہ دل مطلق کا مظہر اور ظل ہے ۔

۳ ۔ اور روح مقید آنحضرت[۲] کی جو متعلق اور تدبیر (تدبیر بنانے والی) اور متصرف (تصرف کرنے والی) اور محرک اور مسکن (ساکن رہنے والی) اور متجلی (تجلی دکھانے والی) اور ظاہر آنحضرت کے جسم مقید عنصری میں مذکورہ دل مقید کے واسطے سے ہوئے ۔ وہ آنحضرت کے روح مطلق کی مظہر اور ظل ہے ۔ جس کا ذکر اوپر گزرا ہے ۔ بلکہ روح مطلق آنحضرت جو مرتبہ نور میں پہلے مذکور ہوئی ہے درنفس الامر یعنے حقیقت میں مظہر اصل ہے ۔ اور تمام عالم ارواح مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں ۔ اس طرح جسم مطلق مذکور آنحضرت[۲] کا مظہر اور اصل ہووے اور تمام عالم اجسام مظاہر خارجی کے اور اس کے ظلال ہیں ۔ ایسا ہی جسم مطلق مذکور آنحضرت کا مظہر اور اصل اور جملہ عالم اجسام مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں ۔

جاننے کہ اس باب میں اگرچہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ میں

بیان کر سکتا تھا لیکن کوتاہ اور مختصر کرنے میں مصلحت جانا۔
پس رسول شناسی کے بعد حق شناسی زیادہ قریب کا طریقہ اور
حصول آسانی میسر ہووے وہ بھی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب
داخلی کو پہچاننے سے مراد ہے مطلقاً و مقیداً تین مطلق اور
تین مقید۔ لیکن تین مطلق

۱ - ایک احدیت جو لاتعین اور وراء الوراء غیب الغیب اور عدم
العدم ہوئے۔ اور وہ ذات بحت اور وجود صرف اور نہیں
پاتا ہے مطلقاً۔

۲ - دوسرا مرتبہ وحدت جو تعین اول اور حقیقت محمدی اور برزخ
کبریٰ ہے اور وہ پاتا ہے اجمالاً (مجمل طور پر) کہ من ہستم (میں ہوں)
یا هست منم (ہوں میں)

۳ - تیسرا واحدیت جو تعین ثانی اور حقیقت انسانی ہے اور وہ
پاتا ہے تفصیلاً کہ منم چنیں چناں (کہ میں ایسا ویسا ہوں)
لیکن تین مقید ۱ - حقائق ارواح ۲ - حقائق قلوب ۳ -
اور حقائق اجسام ہے۔ جن کو اعیان ثابتہ اور صور علمیہ نام رکھتے
ہیں۔ اگرچہ تین مرتبے مذکورہ اعیانِ خارجہ کی نسبت سے
اور علم قدیم الٰہی پر نظر کرتے ہوئے مطلق ہیں۔ لیکن احدیت
اور وحدت و واحدیت کی نسبت سے مقید کہے گئے ہیں۔
اس لئے کہ یہہ تین مرتبہ ذات و صفات حق کے ہیں اور یہہ

یہ تینوں مرتبے ذاتیں اور صفات خلق ہیں علم الہیٰ میں
پس ذات و صفات حق کو فوقیت رتبتی ہوئے (رتبہ میں
اوپر ہونا) اور ذات و صفات خلق کو تحتیت رتبتی (رتبہ میں
نیچے ہوتا ہے) پس ان ہی دو وجہہ سے ان کو مطلق اور ان کو مقید
ہم نام دیئے ہیں۔
پس بعد پہچاننے حق تعالیٰ کو۔ اور پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا اور پہچاننا عبد کی جس طریقہ پر کہ مذکور اور مرقوم ہوا ہے
دالستمو یعنے جاننا اور پہچاننا نسبتی کا جو خدا اور رسول کے مابین
تحقیق پایا ہے اس کو علم رشتہ کہتے ہیں اور جملہ واجبات اور فرائض
سے ہوئے اور وہ مکمل پیر کامل کے تلقین اور ارشاد پر موقوف ہوئے
علم مذکور کے فوائد اور منافع سے ایک یہ ہے کہ تینوں معرفت کی
تحصیل اور تحقیق کے بعد جو مقید اور عام ہوئے۔ مطلق اور
خاص بن جائے۔ اور وہ مرشد کامل الامداد و عارف جامع الاضداد
(ضدوں کو جمع کرنے والے عارف) سے قال صحیح کے سننے پر موقوف
ہے کہ

خذ العلم یا فتاہ الرجل لا من الدفاتر
والصحائف (یعنے حاصل کر علم کو منہ سے مرد کے (مرشد کامل)
نہ کہ دفتروں اور صحیفوں سے جبکہ علم الیقین مذکور پیر کامل واصل
سے حاصل ہو۔ طالب کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً راہ توحید حقیقی میں

گوش کن از ہوش می گویم ترا
تو ہوش رکھ کر سن جو میں کہوں تجھ کو
طاعت معبود برحق بر شناخت
معبود الہٰی کی عبادت برحق ہے لیکن شناخت
پر (جس کی عبادت کرتے ہو اسکو پہچاننا چاہیئے)
کئی تحقیق باشد ش اولی
اس کی تحقیق پہلے پہل کب ہووے
باشدش بہ شناختن زان حیثیت
اس کو اس حیثیت سے پہچاننا چاہیئے
آفرید این جملہ عالم راز لا
جو ان تمام عالم کو پیدا کیا لفظ لا سے یعنی لا الٰہ
مشترک بین العوام والخواص
عوام اور خواص کے درمیان یہ پہچان مشترک ہے لی جاتی ہے
این شناسائی ست بے سہو و خطا
یہ ایسی پہچان ہے کہ بغیر سہو اور خطا کے ہے
ہم چنان باز می باید شناخت
ایسا ہی تجھ کو پھر پہچاننا چاہیئے
صورت ایجاد اشیاء کل صفا
تمام اشیاء کے ایجاد کی صورت کو

خفی سے مشغول رہے۔ اس سے مراد اس علم کے عمل سے ہے۔ یہاں تک کہ علم الیقین اور حق الیقین پر فائز ہوئے پس فہم و غور کریں اور عمل کریں۔ اور وصل پائے۔

نظم مولف

شد مرادِ حق ز خلق ما عدا
حق تعالیٰ کی مراد ہے شمار خلقت سے اپنی
معرفت۔ آنکہ عبادت عابدا
معرفت ہے وہ معرفت بھی عابد کی عبادت ہے
بر عبادت دان مقدم معرفت
عبادت پر معرفت کو مقدم جان
زانکہ گفت احببت ان اعرف خدا
اسی لئے حق تعالیٰ فرمایا احببت ان اعرف یعنے
کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ مجھے شوق ہوا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا اس لئے عبادت سے پہلے معرفت الہیٰ چاہئے۔

حجت است این عقلی و نقلی دلیل
یہ عقلی اور نقلی دلیلیں ایک حجت ہیں

بہ طریق گو خود آید در ظہور
اس طریقہ پر گویا وہ خود ظہور میں آئے
با لباس صورت شان دائما
ان کی (یعنی شئی کی) صورت کے لباس میں دائم
خواں ہو الظاہر ز قرآن مجید
قرآن مجید سے ہو الظاہر (وہی ظاہر) پڑھ
گر دلیلے بایدت زیں مدعا
تجھکو اس مدعا کے لئے اگر دلیل یعنی ثبوت چاہیے
از خواص حق اخص وارند و بس
حق کے خواصوں کے لئے مخلص ہے اور بس
غیر شان رایں شناسائی کجا
ان کے غیر یعنی غیر خواص کو یہ پہچانتے کہاں ہے
باز بشناسی کہ بر شکل جہاں
پھر پہچانتے تو کہ عالم کی صورت پہ
ظاہر آمد ایزد بیچوں جہرا
ظاہر ہوا ہے ایزد (یعنی حق تعالی) بے چوں و چرا کے
محض از بہر ظہور عالم است
صرف عالم کے ظہور کے لئے ہے
ایں ظہور صانع عالم نما
صانع عالم نما (عالم کو دکھلانے والا قادر مطلق کا یہ ظہور)

باز دانی کہ ظہور خلق کرد
پھر جانے تو کہ خلق کو کسنے ظاہر کیا ہے
بہر عرفان و عبادت خویش را
اپنے عرفان اور اپنی عبادت کے لئے
وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ
وہ تمام اشیاء کا خالق ہے پس تم اس کی عبادت کرو
از قرآن مارا نبی دادہ بشا
قرآن شریف سے ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے
قدرِ عرفان و عبادت این کمال
اس عرفان اور عبادت کی قدر کو اے کمال
زین بیان بشناس ہی آرش بجا
اس بیان سے پہچان اور اس کو بجا لا
قول حق شاہ میر است این کلام
شاہ میرؒ کا یہ کلام قول حق ہے
والسلام علی من اتبع الھدیٰ
اور سلامتی ہو جس نے کہ اتباع کی ہدایت پائی

۲۵

کلمۂ قالِ صحیح

ایک معروف و مشہور قطعہ کے معنے میں جو کتاب گلستان
سعدی شیرازی قدس سرہ میں مرقوم اور مسطور ہے۔ اس عجز و
قصور کے معترف کے معلومات اور مقدور کے مطابق شرح ہے

شعر

گل خوشبوئے در حمام روزے

ترکیب توصیفی ہے اضافی نہیں۔ یعنی خوشبو رکھنے والی مٹی
اس سے مراد وہ قالِ صحیح ہووے جو حالِ صحیح کے عین ہو اور
حمام سے کنایہ دنیا کا ایک خلوت خانہ کہ جس میں مرشد مسترشد یعنی
مرید کو توجہ فرمائے۔ اور اس سے مولیٰ تعالیٰ کی عشق و محبت
کی گرم جوشی اس کے دل میں پیدا ہو۔ ایک روز یعنی اس روز جب
کہ میں شیخ کامل سے بیعت کرکے داخل طریق ہوا میں اور ان کی تعلیم
وتلقین ارشاد کے قابل ہوا ہوں۔

رسید از دستِ مخدومی بدستم

اور دوسرے نسخوں میں بجائے مخدومے محبوبے ہے۔ یعنی
رسید از دستِ محبوبے بدستم۔ دونوں کا ماحصل ایک ہی ہے
گویا کہ مرید صادق اور مضبوط طالب کہتا ہے کہ ایک مخدوم یعنی

بزرگ کے ہاتھ سے یعنی مرشد کی زبان سے میرے ہاتھ میں یعنی
میری سماعت میں پہونچا۔ قول اور صدق کلام ان کا سے
بدو گفتم کہ مشکی یا عنبری   کہ از بوئے دلاویز تو مستم
ترجمہ :۔ اس سے میں نے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر؟ کیونکہ تیری
دلاویز (دلپسند) بو سے میں مست ہوں جاننے کہ کلام لفظی
اگرچہ منہ اور زبان اور دوسرے مخارج سے وہ تعلق رکھتا ہے۔
لیکن بوئے خوش جو اس کے معنیٰ اور مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہو مسرت
اور دل وجان کی تازگی کا سبب اور روح رواں کی مستی اور
سرشاری کا باعث ہوسکے۔ پس طالب حق اور عاشق ذات مطلق
کہتا ہے کہ میں اپنے مرشد کے قال صحیح کے متعلق جو ان کا لفظی ہے
میں نے پوچھا کہ المنۃ للہ واحسان اس باری تعالیٰ کا آپ کے
مبارک وبابرکت وسیلہ سے محبوب حقیقی ومطلوب معنوی
جل ذکرہٗ کے وصال اور اتصال کی خوشبو (تازہ جو ہوتا رہا) مرے
دماغ میں پہونچی۔ اور مقام فنا فی اللہ وبقا باللہ کہ اس کو حال
مطلق وذکر خفی اور عبادت دائمی اور توحید حقیقی اور معرفت
یقینی کہتے ہیں مجھ کو آپ کے بزرگ وسیلہ سے حاصل اور میسر
ہوا اور یہ معنیٰ یعنی یہ بات عجیب سے عجیب تر ہے جو کسب عمل
اور ریاضت ومشقت ومجاہدہ ومکاشفہ کے بغیر فقط قال صحیح
کے سننے سے مجھ کو حال صحیح حاصل ہوا۔ پس قال صحیح مرشد کا مجھ

مسترشد (مُرید) کے سوال کے جواب میں ؎

بگفتہ من گل ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم

ترجمہ - کہا میں ایک ناچیز مٹی تھا - اور لیکن ایک مدت گل کی صحبت میں بیٹھا رہا ناچیز اس لئے کہا کہ قال صحیح جو کلام لفظی ہے - اوس سے مراد حروف و اصوات یعنے آوازیں ہیں جو اعراض پسند ہیں (اعراض منہ پھیر لینا) الغرض لا یبقیٰ زمانین - عرض کے لئے کوئی زمانے قائم نہیں -

قال فی القاید الجامی قدس سرہ

قائد الجامی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

حرف و صوتا کہ نو بنو حادث میشود نیست چوں دوال الایث

حرف اور آوازیں جو کہ نئے نئے پیدا ہوتے ہیں جیسے دوڑتے ہیں رک رک کر اور زینت ہوتے ہیں

باشداں پیش عقل خردہ شناس مر کلام قدیم زر چو لباس

وہ یا یک میں عقل یعنے نکتہ شناس کے پاس آئے ہیں خاص کلام قدیم کے لئے مانند لباس کے جو پہنا جاتا ہے

حاصل یہ ہے کہ جب کہ کلام لفظی جو حروف اور آوازیں ہیں تمام اعراض اور محدثات (نئے پیدا از خود قائم نہیں) سے ہیں - میں جو گل ناچیز (گ کو زیر کے ساتھ) یعنی اپنی ذات سے موجود نہیں ہوں اور عرض و حادث ہوں - با گل (گ کو پیش سے یعنی (پھول) کے ساتھ (جو کلام نفسی حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے اس کی صفت قدیم اور باقی ہے) اس سے مراد ہے اظہار مکنونات (یعنے منشاء مخفی)

و مخزونات (ارادہ ہائے مخفی) معلومات الہیٰ کے اور مشہودات مشاہدہ میں آئی ہوئی اس باری تعالیٰ کے ہیں ازل سے ربط اور تعلق مانند یگانہ پن، سے بیگانہ پن کے ساتھ رکھتا ہوں بلکہ وہی کلام نفسی حق تعالیٰ کا ہے جو کلام لفظی کے اس کے ساتھ عارف متلبس ہوا ہے۔ اسی بناء پر کہا ہے۔ ع

کمال ہم نشین در من اثر کرد

ہم صحبت کا کلام میرے میں اثر کیا

کمال ہم نشین وہ ہے جو فقط قال صحیح کے سننے سے سامع کو حال دائمی مطلق حاصل ہووے جو اس مراد غیریت کے خیال کا رفع ہونا و ہم دوئی کا رفع ہوتا ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہوا ہے ع

"دع نفسک فتعال الحادع وہم غیرک"

یعنی چھوڑ اپنے نفس کو واپس آجا اور چھوڑ تیرے وہم غیر کو"

شعر

وصال اینجا یکے رفع خیال است	چو غیر از پیش برخیزد وصال است
وصال یہاں یہہ کہ ایک خیال کو رفع کرنا ہے	جب غیر سامنے سے اٹھ جائے وہی وصال ہے

شعر

قرب بے بالا و پستی رفتن است	قرب حق از قید هستی رستن است
قرب بغیر بلندی و پستی کے جانا ہے	قرب حق ہستی کی قید یعنی اپنی خودی سے نکل جانا ہے

شعر

وگرنہ من ھمان خاکم کہ ہستم

اور اگر نہیں تو میں وہی خاک ہوں جو ہوں میں

اس حیثیت سے کہ درمیان لفظی و نفسی کے جو فرق ہے عرضیت وجوہریت اور حادث اور قدم چوں اور بیچوں ہونا اور فنا اور بقا کمال اور زوال بنایا جانا اور نہیں بنایا جانا۔ اور اس جیسے جو فرق ہے ظاہر اور روشن ہے جیسا کہ گل و گل۔ لطافت اور کثافت اور مثل اس کے فافہم واعلم۔ پس فہم کرو اور جانو۔

۲۶

کلمۂ وجودِ سیر

مجھ کوتاہ سمجھ کے خاطر میں گزرتا ہے کہ قولہ تعالیٰ ما اصابک من حسنۃٍ فمن اللہ۔ وما اصابک من سیئۃٍ فمن نفسک یعنے جو کچھ پہونچے تجھ کو حسنہ اور نیکی سے خدائے تعالیٰ سے ہے اور جو پہونچے تجھ کو سیئہ یعنی بدی تیرے نفس سے ہے۔ گویا کہ آئیۃ کریمہ کے ظاہری معنے کے ثبوت کے بعد اس کی پسندیدہ توجہ معتقد کی تفسیروں میں صراحت اور تشریح کے لکھتے ہیں۔

احتمال ہے کہ حسنہ سے مراد وجود اور اس کے توابع ہوں مثلاً

حیات اور بقا، علم و ارادہ۔ قدرت و سماعت اور کلام اور مانند اس کے صفات کمال سے جو کہ وجود مطلق کے ذاتیات سے ہیں اور سیئہ سے مراد عدم اور اس کے توابع ہو ویں جو نقصانات جیسے موت اور فنا اور جہل اور اضطرار و عجز اندھا۔ بہرا۔ اور گونگا پن اور اس کے مانند نقص و زوال کے صفات سے جو عدم کے ذاتیات ہیں۔ ما عِندکم ینفد وما عند اللہ باقٍ۔

ترجمہ :۔ جو تمہارے نزدیک ہے وہ آخر ہو جائے (ختم ہو جائے) اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس سے خبر دیتے ہیں اور یہ رباعی مولوی جامی قدس سرہ السامی کی ان معنوں کی تائید میں ہے

رباعی

ہر جا کہ وجود سیر کردہ است اے دل — میدان بہ تعین کہ محض خیر است اے دل
ہر شر ز عدم بود عدم غیر وجود — پس شر همه مقتضائے غیر است اے دل

ترجمہ

اے دل جس جگہ وجود سیر کیا ہے — یقین کے ساتھ جان کہ وہ محض خیر ہی خیر ہے
جو شر ہے وہ عدم سے ہے اور عدم کو وجود نہیں — پس شر غیر کے اقتضا (چاہت) کے ساتھ ہوتی ہے

جاننا چاہئے کہ رقم شدہ آیات کریمہ کا مضمون رباعی پر از ہدایت

کے مضمون کے مسئلہ تجدد دامثال کو ثابت کرتا رہا ہے۔ جو اہلِ حقائق رضی اللہ عنہم و عن صاحبہم غنیاً کے دقائق سے ایک دقیقہ ہے (دقیقہ لطیف باری کی)

کلمہ ۲۷ علم و عمل

خاصانِ اُمت اور رئیسانِ ملت علیہ الرحمۃ والتحیۃ (اُن پر رحمتِ الٰہی اور سلامتی ہو) فرماتے ہیں کہ علم دین دو قسم پر تقسیم پایا ہے۔ ایک وہ علم ہے جو عینِ عمل ہو اور دوسرا وہ عمل ہے کہ عینِ عمل ہووے۔

اول کا تعلق اصل سے ہے اور دوسرے کا ربط فرع سے

"اے عزیز پر تمیز انصاف کی نظر سے دیکھ۔ انصاف دیکھ اس تحقیق کی بناء پر قسم اول علم باطن اس کا حال کرنا مرشد کامل کے قال صحیح پر موقوف ہووے کہ اس سے مطلق حالِ صحیح حاصل ہوتا ہے۔ حال صحیح معتقد پر کہ اس کا حصول ذکر و شغل معتقد پر موقوف ہووے (آہ) کس قدر فوقیت اور زیادتی اور اولی پن اور افضلیت دی گئی ہے۔"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فضل العلم خیرٌ من افضل العبادۃ۔ علم کی فضیلت بہتر ہے عبادت کی فضیلت سے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم۔ فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔ ایضاً

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العالم فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ۔ فرمایا عالم اپنی قوم میں گویا نبی ہے اپنی امت میں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل العمل مع العلم کثیرٌ وکثیر العمل مع الجہل قلیل۔ فرمایا تھوڑا سا عمل علم کے ساتھ وہ کثیر یعنی زیادہ ہے اور زیادہ عمل جہل سے ناواقفیت سے وہ تھوڑا ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہہ واحدٌ اشد علی الشیطان من الف عابد فرمایا ایک فقیہہ (یعنی علم فقہ کا عالم) شیطان پر زیادہ سخت ہے ہزار عابد سے۔

قال العلم شیئٌ لطیفٌ لا یعطی اِلّا العبدُ

اللطیف ۔ فرمایا علم ایک لطیف شئی ہے عطا نہیں کیا جاتا مگر لطیف بندے کو ۔

وَعن علی رضی اللہ عنہ رتبۃ العلم اعلی الرتب ۔ علم کا رتبوں سے اعلیٰ رتبہ ہے

وَعنہ مجلس العلم روضۃ الجنۃ ۔ اور انھیں سے ہے علم کی مجلس جنت کا باغیچہ ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل المعرفۃ خیرٌ من کثیر العمل تھوڑی سی معرفت بہتر ہے عمل کثیر سے

وَعنہ ایضًا اور انھیں سے ایسا ہی ۔

اُطلب الادب اَولیٰ من طلب الذھب ادب طلب کر یہہ اولیٰ ہے زر و سونا طلب کرنے سے

قال الجنیدؒ قدس سرہ لا استغراق الوجد فی العلم خیرٌ من استغراق العلم فی الوجد علم کے ذوق میں محو ہونا بہتر ہے علم کو ذوق میں محو کرنے سے ۔ ملا عبد الغفور مرید اور شاگرد ہیں مولوی جامی قدس سرہ اس قول کے معنے میں لکھے ہیں ۔

یعنی محو ہونا اور ہلاکت پانا وجد کا علم میں اور مغلوب ہونا وجد کا قاتل علم کے لئے بہتر ہے ۔ ہلاکت کا وجد میں اور مغلوب

ہونا علم کا وجد میں۔ حاصل یہ ہے کہ علم کا غالب رہنا وجد و حال پر بہتر ہے وجد و حال کا علم پر غالب ہونے سے انتہا لیں چاہئے کہ قال صحیح کو سرسری (بے غور و تامل) نہ سمجھے اور حال تقیید کی خیریت میں اس پر اندیشہ نہ کرے یا عاشقان علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے کتاب گلستان (سعدی) میں کیا عمدہ فرمائے ہیں۔

صاحب نے بہ مدرسہ آمد ز خانقاہ　　　بشکست عہد صحبت اہل طریق را

ایک ولی صفت بزرگ خانقاہ چھوڑ کر مدرسہ میں آ گئے اہل طریقت سے عہد صحبت کو قطع تعلق کیے

مدرسہ وہ ہے کہ جہاں علم سیکھنا و سکھانا جاری رہتا ہے۔ خانقاہ وہ مقام جہاں اہل طریق درویشوں کے ذکر و شغل مراقبہ و مشاہدہ کے لئے مقرر ہے۔

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود؟
میں نے پوچھا عالم اور عابد میں کیا فرق تھا
تا اختیار کردی از آن این طریق را
کیونکہ تم نے اس سے برطرف ہو کر اس طریقے کو اختیار کیا ہے
گفت آن گلیم خویش بیرون می برد ز موج
کہا وہ پانی کی لوٹ سے اپنی ہی کملی کو آپ بچا لیتا ہے
وین جہد میکند کہ بگیرد طریق را
اور یہ کوشش کرتا ہے کہ ڈوبتے ہوئے کو پکڑ لیجائے

عابد صرف اپنا بچاؤ آپ کر لیتا ہے زہد و عبادت صرف اپنی نجات

کے لئے ہے۔

عالم اپنے علم سے دوسروں کو ہدایت پہونچاکر سیدھے راستے پر لاتے اور گناہوں سے نجات پانے والا بناتے ہیں۔ اور اسی مذکورہ معنے میں سید عبد اللطیف مرحوم و مغفور المعروف مشہود محی الدین صاحب ساکن ویلور اپنے رسالہ مسمیٰ (لطائف لطیفی) میں تحریر فرمائے ہیں وہ یہہ ہیں۔

لطیفہ

اے عزیز طالب کو دو طریقہ سے راہ دکھا سکتے ہیں عشق اور خفی طریق عشق ذکر و شغل مقیعکلی تعلیم ہے اور اس کا نتیجہ توحید علمی ہے۔

اے عزیز مقیدات میں شغل و ذکر کرنا نتیجہ کا تعقید کا دیوے اور مطلقات میں اشتغال کرنا نتیجہ اطلاق کا اور اسی واسطے مقیدات میں خوف زوال ہے اور مطلقات میں نہیں۔

لطیفہ

اے عزیز مجاہدہ اور مکابدہ اور مکاسبہ (جہد کرنا۔ خود کو گھٹانا۔ اور کسب یعنی محنت کرنا) اور دشوار ریاضتیں یہ مراتب وجودی کے فعل پر موقوف ہیں نہ مراتب علمی کے لئے کیونکہ مراتب علمی فعلیت کی تحصیل میں مجاہدہ و مکاسبہ کام نہیں آتا ہے بلکہ وہ مرشد کامل کے قال صحیح پر موقوف ہے اور مراتب وجودی کے معاملات بجز معاملات مراتب علمی معطل (بیکار) ہیں۔

اگرچہ یافت حق نتیجہ ثانی ہے نہ اول اور مراتب علمی معاملات بجز مراتب وجودی معاملات کے کفایت کرتے ہیں کیونکہ اسی سے مقصود حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ رسولوں کا ارسال اور کتابوں کا نزول کشف مراتب علمی ہے۔ پس یہ مرتبہ خاص ہووے۔ اور مراتب وجودی کے کشف میں اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بھی مشابہت اور مشارکت رکھتے ہیں پس یہ عام ہووے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ اور سلامتی ہو اس پر جس نے تابعداری کی اور ہدایت پائی۔ قال فی شرح العقائد (کتاب شرعۃ الاسلام کی)

بدان کہ عابد بے علم و زاہد نادان
جان، تو بے علم عابد اور نادان زاہد
خر خراس بود بلکہ سخرہ شیطان
کولھو کا گدھا بلکہ شیطان کا بیگار ہووے
وگرنہ عمر تو یکہفتہ بیش دانی نیست
اگرچہ تیری عمر جان لے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے
بعلم فقہ نماز اشتغال اے نادان
علم فقہ حاصل کرنے میں شغل رکھ اے نادان
بہ است از ان کہ گزاری ہزار رکعت نفل
تو ایک ہزار رکعت نفل گزارنے سے یہ بہتر ہے

وقوف مسئلہ از علم دینی حان

کہ ہمارے علم دین کے ایک مسئلہ سے واقفیت رکھ یا یاد رکھ

ز موج بحر برآرد گلیم خود عابد

دریا کی لوٹ سے عابد صرف اپنی کملی کو بچالے

کہ دستگیر غریق عالم از طوفان

عالم طوفان سے ڈوبتے ہوئے کا ہاتھ پکڑ کر نکالنے والا ہے

میان عالم دنیا و عالم عقبیٰ

دنیا دی علم کا عالم اور عاقبت کے علم کا عالم کے درمیان

چو فضہ سرہ ناسرہ بود شتمان

جیسے کہ کھری اور کھوٹی چاندی میں بہت بڑا فرق ہے

بہ است عالم باللہ ز عالم احکام

عالم احکام سے عالم باللہ بہتر ہے حکمرانی علم کا عالم سیاسی

بود مشاہدہ را بر خبر بلے رجحان

ہووے مشاہدہ پہ خبردار بلکہ اس طرف زیادہ مائل ہے

مباش غرہ ایا عالمے کہ بے عملی

مت ہو مغرور اپنے علم میں اے عالم تو، کہ بے عمل ہے

کہ ہیچ کار نشاید بدون چلہ کمان

کیونکہ کوئی کام نہ آئے بغیر تیر کے صرف کمان

مثالِ عالم گمراہ چو کشتی باشد
عالم گمرہ کی مثال اس کشتی جیسی ہے
کہ گشت غرق و خلقے ہلاک شد باآن
جو غرق ہوگئی اور ایک خلقت اس کے ساتھ ہلاک ہوگئی
اَشد الناس عذاباً بُود ہر آن عالم
لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے ہر وہ عالم
کہ حق ندارد از علم خویش بدون زیان
کیونکہ کوئی حق بات نہیں رکھتا ہے اپنے علم سے وہ سوائے نقصان کے
چُو ہست آئینہ علم را عمل صیقل
جبکہ علم کے آئینہ کے لئے عمل صیقل
نماید رُخِ جمعیت وصفائی جان
اطمینان قلبی کی صورت دکھائی دے تجھکو اور روح کی صفائی
زشیر شہر کُنی دفع یا سلاح از خود
شیر نفس کی شرارت دفع کرے تو اپنے ہی ہتھیار سے
بہ بیشہ بے حرکت جوارح و ارکان
اس کے صحرا دین اعضاء و جوارح کی حرکت کے بغیر
چُو از حرارت صفرا ست بیماری
جبکہ صفرائی حرارت سے ہے بیماری
شکنجبین شہد و کشکا رانیش درمان
شکنجبین اور شہد اور آش جو اس کا علاج جان

ولیکن تا نخوری و لو ازی استعمال

اور لیکن جب تک تو اسکو نہ کھائے اور استعمال نہ کرے

بود زآتش تنہا زوال آن مکان

فقط اسکی گرمی ہی سے اُس کا زوال یعنی نقصان ہو سکتا ہے

ہزار رطل اگر چند بادہ پیمائی

ہزار رطل با چند پیالے شراب کے تو ناپتا ہی رہے

ولیکن تا نکنی نوش کی شود مستی

لیکن جب تک اس کو تو نوش نہ کرے اس کا خمار کیسے حاصل ہو

ہزار مسئلہ علم خوانی و دانی

ہزار مسئلے علم کے تو پڑھے اور جانے

بود تو آنکہ مگر عمل ہمیرون دانی

اگر موافق اس کے عمل نہ کرے تو اپنے کو ویسا ہی جاہل جیسے پہلے سے ہے

بہ جواب دید کسے مر جنید را بر سید

کسی نے حضرت جنید بغدادی رح کو خواب میں دیکھا تو پوچھا

کہ چیست حال تو اے سید خدا بینان

کہ آپکا کیا حال ہے اے خدا کو دیکھنے والوں کے سردار

عبادت و طاعت اشارہ کردہ مگر

ایک ساعت عبادت و طاعت کی طرف اشارہ کئے مگر

بہ خوف شب شدہ رکعات چند نفع رساں
خوفِ الٰہی سے شب کی چند رکعتیں فائدہ پہونچائیں

مرادِ ماکہ ازیں علم ۔ عمل غیر عمل
ہماری مراد اس علم سے علم بے عمل ہے

زعلم عین عمل لبتہ بہ زبان بیان
علم عین عمل کی تعریف سے زبان بند رکھنا بہتر
کیونکہ اس کی تعریف سے زبان قاصر ہے

کلام حضرت شہیر جامع است کمال
حضرت شہیر کا کلام تمام کا جامع ہے اے کمال

میان وصلت و ہجر و جہالت و عرفان
وصل اور جدائی اور جہالت (نامعلوم) اور عرفان کے درمیان

۲۸

کلمہ کشف سرِ وحدت

وحدت مطلق کے اسرار کے کشف میں ۔

جاننا چاہیئے کہ صوفیہ علیہ الرحمتہ و التحیتہ کے فرقہ نے وحدت مطلقہ کے معنے یوں فرمائے ہیں ۔ ایک ذات حق سبحانہٗ کی اپنے صفات کے ساتھ موجود ہے

اور دوسری ذات اپنے صفات کے ساتھ معدوم ۔

اِس کوتاہ سمجھ و قاصر کے خیال میں ایسا گزرتا ہے کہ۔ پہلے فقرہ کا مفہوم یعنی " ایک ذات حق سبحانہ تعالیٰ با صفات خود موجود ظاہر ہے بغیر شبہہ کے تحقیق پائے کہ سوال و اشکال کا اس میں ہونے کے مجال محال ہوئے یعنی ذات حق وجود محض ہے جو عدم نہیں رکھتی ہے اور صفات حق وہ کمالات جو نقصان نہیں رکھتے۔ مثلاً واجب ہونا اور قدیم ہونا اور حیات و علم و ارادہ وقدرت سمع وبصر و کلام اور حیات بخشی اور موت دینا اور انکے مانند اس کا حاصل = لاموجود اِلا اللہ ہوا۔

وَ تَمَّتْ کَلِمَتُ

وَ تَمَّتْ بِالْخَیْر

کنز العرفان حضرت غوثی شاہ قدس اللہ سرہٗ کے نعتیہ کلام طیبات غوثی کا ایک ورق

(دو نعتیں)

عشقِ نبیؐ

دنیا میں نظر زلفِ محمدؐ پہ پڑی ہے
جنت میں کہیں اب مری تقدیر لڑی ہے

کیا مستیٔ عشقِ نبوی ہوتی ہے واعظ؟
دیوانے یہ کہتے ہیں تو مری گھٹی میں پڑی ہے

تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ نبیؐ کو
صورت یہ مرے دل کے نگینے میں جڑی ہے

جو لذتِ الفت ہے مرے دل ہی سے پوچھو
آتا ہے مزہ جبھی کہ یہ چوٹ کڑی ہے

دیکھو تو ذرا مرتبہ عشقِ نبیؐ میں
سرکار بھی ہیں موت بھی دولہن سی کھڑی ہے

ہر سانس میں احمدؐ کی صدا آتی ہے دل سے
واللہ یہ نایاب مرے دل کی گھڑی ہے

جاں غوثی نے دی آج فقط عشقِ نبیؐ میں
اتنی سی تو ہے بات مگر دھوم بڑی ہے

ہمہ ہو؟

خدا کے پاس کیا ہے ایک ہو ہے
جو کچھ بھی ہے نبیؐ کے روبرو ہے

اسی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں
تجلی یار کی ہی چار سو ہے

احد کو دیدۂ احمدؐ میں دیکھا
خدا کا شکر نکلی آرزو ہے

نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں
مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے

نکالے یار کو اب ڈھونڈ کر ہم
وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے

محمدؐ پر فدا ہو جان سے میں
یہ میرے یار کے گیسو کی بو ہے

نہیں غوثی کو ہستی اور انا بھی
یہ نقشہ یار کا ہے ہو بہو ہے

"تقدیس شعر" کا ایک ورق مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہؒ

کیفِ عشق

میں عاشقِ احمدؐ ہوں مجنوں ہوں نہ سودائی
یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی

دل دردِ محبت سے بھرپور ہے یوں جیسے
اک موج کے دبتے ہی اک اور اُبھر آئی

عالم و تصور کا یوں دل میں جمایا ہے
جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی

وہ ہوں گے جہاں ہوگی اک انجمن آرائی
ہم ہوں گے جہاں ہوگی تنہائی ہی تنہائی

کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہ بن آئی
کیا خوف ہو ذلت کا اور کیا غمِ رسوائی

وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورج
رخسارِ محمدؐ سے ہر شئے نے ضیا پائی

اک نور کا عالم ہے جس سمت جدھر دیکھو
تنویرِ محمدؐ سے ذروں نے جلا پائی

دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا
ہم ہیں غمِ جاناں ہے اور گوشۂ تنہائی

یہ حبِ محمدؐ سے لگتی ہے اے صحوی　　کیوں سینۂ سوزاں سے [illegible]

ادارۂ النور کی معرکۃ الآرا تصانیف

عنقریب بھی شائع ہونے والی کتابیں

کنز مکتوم * نور النور * کلمہ طیبہ
طیبات غوثی * معیت اللہ } مصنفہ حضرت غوثی شاہ رح

کتاب مبین (تفسیر قرآن پارہ اول و دوم)
الم تر اتاو الناس (منظوم)
تقدیس شعر * ردِ منافقت
گیارہ مجالس * اشاراتِ سلوک
سیر عبدیت * خون پارے * تدبیریہ

مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہ رح

میزان الطریقت (بار دوم)
رسول جہان، اسرار الوجود

مصنفہ مولانا غوثوی شاہ

مواعظ غوثی ـ پہلی مرتبہ زیر اشاعت
مجموعہ تقاریر :- حضرت غوثی شاہ علیہ الرحمہ
معرفتہ الرسول ؐ ـ مولانا غوثوی شاہ، خلفائے اربعہ ـ
مختصر سوانح حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سیدنا عمر ابن الخطابؓ سیدنا عثمانؓ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
مصنفہ مولانا غوثوی شاہ

وہ کتابیں جو دستیاب ہیں (انشاءاللہ تعالیٰ)

مقصد بیعت، مصنفہ حضرت غوثی شاہؒ
بدعت حسنہ، مصنفہ حضرت صحوی شاہؒ
سلسلۃ النور (شجرہ) مصنفہ حضرت صحوی شاہؒ

* اسرار الوجود * کتاب سلوک
* تعلیمات صحویہ * دیارین حج گائیڈ
* تذکرۂ نعمان سوانح عمری حضرت امام اعظم

مصنفہ مولانا غوثوی شاہ

* فضائل کلمہ طیبہ
* سہ بیری تعارف حضرت شیخ اکبر رض
* دیواری شجرہ (دائرہ الوجود)
* دیواری شجرہ تعلیمات

مرتبہ حضرت غوثی شاہؒ

* تجلیات اربعہ
* کلیات روشن (شعری مجموعہ)

مرتبہ مولانا شاہ محمد عبدالقدوس
مولانا شاہ خواجہ عظیم الدین روشن

وہ کتابیں جو اب جلوہ ریز ہو چکی ہیں

کبریت احمر (اردو ترجمہ)
مصنفہ حضرت سیدنا شیخ اکبرؒ
اخذ و ترتیب ــــ مولانا غوثوی شاہ

---

* دعائے عرش العرش * تسبیحات غوثوی ــ مصنفہ مولانا غوثوی شاہ۔

کلمات کمالیہ
مصنفہ حضرت شاہ کمالؒ
اردو ترجمہ
مترجمہ حضرت صحوی شاہؒ اخذ و ترتیب مولانا غوثوی شاہ

ناشر ادارۃ النور۔ بیت النور ۔ چنچل گوڑہ حیدرآباد ۲۴

سلام بحضور خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ

(ماخوذ از تقدیس شعر)
(از مولانا حضرت صحوی شاہ)

بشیراً نذیراً سلام علیکم — سراجاً منیرا سلام علیکم

اندھیرے دل کو غفلت کدہ کا لب آور بخشا — ڈرایا منایا سلام علیکم

ازل سے ہی اس در سے دل بستگی ہے — غلاموں کے آقا سلام علیکم

بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے — تجلی مولا سلام علیکم

جسے تم نے چاہا اسے حق نے چاہا — تو رحمت سراپا سلام علیکم

تمہارے تبسم کا اثر تو یہ جنت — نگار مدینہ سلام علیکم

گلستانِ عالم میں نکہت تم ہی سے — بہار تمنا سلام علیکم

نگاہوں کا نور اور روحوں کی راحت — دلوں کا دلارا سلام علیکم

وہ تم ہی تھے سو تناں سے آ گئے جو — نوید مسیحا سلام علیکم

تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی — یہ دنیا وہ عقبیٰ سلام علیکم

ان عارض پہ قربان ہوں چاند سورج — تم ان کا اجالا سلام علیکم

تمہاری ہی زلفوں کی چھاؤں گھٹائیں — وہ لب برق آسا سلام علیکم

بس اب چوم لوں بڑھ کے دہلیز در کی — یہی ہے تمنا سلام علیکم

حضوری میں سر سے چلا آئے صحوی
اگر ہو بلاوا سلام علیکم

معاونین کتاب:

- شاہ محمد علی عارف صاحب
- مولانا شاہ امام محی الدین قیصری شاہ
- مولانا عبدالمنان احمد ہلالی شاہ۔

خواجہ محمد عبدالرزاق چشتی